حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مُصنّف
شیرِ اہلِ سنت مناظرِ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری (سانگلہ)
نوریہ رضویہ پبلیکشنز
۱۱۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیر اہل سنت مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری (سانگلہ ہل)

تحقیق و ترتیب:

ڈاکٹر محمود احمد ساقی

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

042-7313885

نام کتاب .... حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف .... علامہ مفتی محمد عنایت اللہ

تحقیق و ترتیب .... ڈاکٹر محمود احمد ساقی

بار اوّل .... مارچ 2003ء

تعداد 1100

طابع .... سیّد شجاعت رسول شاہ قادری

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور

ناشر .... نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

قیمت ....75 روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ-A فیصل آباد فون: 626046

فہرست!

انتساب

جلیل القدر اساتذہ کرام ——————

والد گرامی علامہ مفتی بشیر احمد قادری بھنڈ در ضلع شیخوپورہ، ابو البیان مولانا سعید احمد مجددی، مولانا محمد نواز ظفر، مولانا نور الحسن تنویر چشتی جامعہ نقشبندیہ گوجرانوالہ مولانا سعید احمد اسعد فیصل آباد، استاد العلماء مولانا نذیر احمد سکھیکی منڈی ضلع گوجرانوالہ، استاد العلماء مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء مولانا محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، مولانا محمد اشرف جلالی، مفتی محمد خان قادری، مولانا ظہور الٰہی ملک، علامہ محمد ارشد نقشبندی، مولانا محمد صادق قریشی، مولانا سید غلام مصطفیٰ عقیل شاہ بخاری، مفتی عبد القیوم خان، پروفیسر محمد صدیق قمر، شیخ الحدیث مولانا محمد معراج الاسلام جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، شیخ الحدیث مولانا عبد اللطیف مجددی، مفتی گل احمد عتیقی اور استاذ العلماء مولانا علی احمد سندیلوی

کے نام ——————

جنہوں نے ایک جاہل کو علم و عرفان کی روشنی بخشی۔

محمود احمد ساقی

تأثرات

لفظوں کی حرمت کا پاسبان!

مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے تیز طوفان نے ہمارے دینی اور علمی رویّوں کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ کتاب نگاری کے عمل میں یہ صورتحال مزید پریشان کُن ہے۔ آج معیار کی جگہ مقدار نے لے لی ہے۔ راتوں رات مشہور ہونے کے جنون میں مبتلا بعض مصنّفین یہ حقیقت بھی فراموش کر چکے ہیں کہ کتابوں کا بڑھتا ہوا سکور اکثر اوقات محض اخبار کی ایک خبر ثابت ہوتا ہے جس کی عمر صرف ایک دن ہوتی ہے۔ تن آسانی اور سہل پسندی نے ہمار مذہبی لکھاریوں کے اذہان پر جمود طاری کر رکھا ہے۔ حالت یہ ہے کہ دس مختلف مصنّفین کی کُتب کا مطالعہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک ہی کتاب پڑھی ہے گویا

؎ شعر ہوتے ہیں میرؔ کے سارے

ایسے حالات میں معنّف ایسا بھی ہے جس نے دین داری کو دکانداری پر ترجیح دی ہے اور قلم کی حرمت کو پامال ہونے سے بچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ وہ لفظوں کی حرمت کا پاسبان ہے اور اس نے اسلام کے نام پہ سچ اور جھوٹ کو رَلا ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اس کی شخصیت اور فکر میں فاصلہ نہیں ہے۔ وہ جو سوچتا ہے پوری دیانت داری سے سپردِ قلم کر دیتا ہے۔ جوش اور ہوش کا خوب صورت امتزاج رکھنے والا

یہ مجاہد قلم کار ڈاکٹر محمود احمد ساقی ہے۔ جس کی محبت اور قابلیت کے میری طرح بہت سے لوگ معترف ہیں

میرے خیال میں ڈاکٹر محمود ساقی نے رب العلمین سے کسی موقع پر اپنے لیے یہ دعا ضرور کی ہوگی کہ

عہ صاف لہجہ مجھے دے ، سادہ بیانی مجھے دے

اور یہ دعا کچھ اس انداز میں قبول ہوئی کہ آج اس مانوس شخص کو سننے اور پڑھنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی کی ہر کتاب کتابوں کے ریگستان میں تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔

"حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم" مناظرِ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہؒ جیسی باطل شکن شخصیت کی عظیم تصنیف ہے جس کی ترتیب و تحقیق کا اعزاز ڈاکٹر محمود احمد ساقیؔ کو حاصل ہوا ہے۔ یہ اُن کے عشقِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور علم دوستی کا واضح ثبوت ہے۔ کتاب میں موضوع کی مناسبت سے حضرت امام قونویؒ ، حضرت امام ابن القیم حنبلیؒ ، حضرت امام شعرانی شافعیؒ ، حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ ، مُلا علی قاریؒ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے عقائد و دلائل بے مثال ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد عوام الناس بالخصوص علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو اس اہم ترین موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

میں ڈاکٹر محمود احمد ساقیؔ کو ایک اور کامیاب علمی کوشش پہ مبارک پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند معروف و معتبر حروف

۱۹۹۲ء میں مناظر اسلام علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری علیہ الرحمہ کے مناظروں کو ترتیب دے کر "تاریخی مناظرے" کے نام سے شائع کیا۔ فقیر کو حیرت کیساتھ خوشی بھی ہے کہ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اہل سنت کے بزرگوں نے پسند فرمایا۔ مناظر اسلام کے بعض تلامذہ نے اپنی یادوں پر مشتمل خطوط لکھے اور مولانا کی دوسری کتابوں کو شائع کرنے کی ترغیب دی۔

جن بزرگوں نے شفقت فرمائی ان میں سرفہرست حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ ہیں۔ فرماتے ہیں:

"مولانا عنایت اللہ سے میرا تعلق امرتسر سے قائم تھا۔ مولانا نے امرتسر میں جو مدرسہ جامعہ حنفیہ غوثیہ کے نام سے قائم کیا تھا اس کے معاونین میں میں اور میرے کئی دوست شامل تھے۔ پاکستان میں بھی ملاقات و محبت قائم رہی۔ مولانا کے امرتسر میں بھی کئی مناظرے ہوئے جن میں میں بھی شریک ہوا تھا۔"

مخدوم اہل سنت مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی میرے لیے اور مجھ جیسے تحریر کی دنیا کے راہ نوردوں کے لیے بہت بڑا سہارا ہیں۔ ان کی شفقت و محبت علماء اسلاف کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ آپ نہ صرف لکھنے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ

وقت ہر شفقت کے لیے تیار رہتے ہیں۔

انہوں نے "تاریخی مناظرے" کو شائع کرنے پر نہ صرف مبارکباد دی بلکہ اسے اور میری دیگر کتب کی اپنے مکتبہ قادریہ کے ذریعہ تقسیم کا اہتمام بھی فرمایا۔

کراچی سے ابوالبیان مولانا محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب اپنے خط میں فرماتے ہیں:

بخدمت اقدس محترم و مکرم جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب ساقی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد تسلیم خیریت مطلوب و موجود۔ صورتِ مراسلہ یہ ہے کہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو لاہور سے کتب خانہ قادریہ پر تاریخی مناظرے دیکھی۔ فوراً خریدی کراچی پہنچ کر مطالعہ کے لیے اٹھائی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ آپ کی یہ حسین کاوش لائقِ صد تحسین ہے جس سے عوام مناظرِ اسلام کے کارہائے نمایاں سے محظوظ و مستفید ہوں گے۔ اس کتاب کی ترتیب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے عرصہ قبل ایک ٹوٹا پھوٹا سوانحی مضمون لکھا تھا اور ایک مضمون آپ کے شاگرد مولانا سیالوی سے لکھوایا تھا جو میری فائل میں موجود ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ارسال کر دیے جائیں۔ موزوں جگہ طبع ہو سکیں گے۔ آج کل میں حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر مضامین و تاثرات جمع کر رہا ہوں جو ضخیم سوانحی کتاب کے پروگرام کے لیے زیرِ ترتیب ہیں۔ اگر آپ کے پاس ذخیرۂ معلومات میں علامہ کاظمی صاحب سے متعلق کچھ ہو تو ضرور تاثرات کے ہمراہ تحریر کر کے عنایت فرمائیں تاکہ کتاب کی زیب و زینت میں اضافہ کا سبب ہو۔ تمام مخلصین کی خدمت میں ماوجب السلام!

مولانا محمد جمیل الرحمان سعیدی کا ارسال کردہ مضمون پیشِ خدمت ہے ۔

فیضِ درجت پیرِ طریقت حامیٔ سُنّت ماحیٔ بدعت
حضرت علّامہ محمد عنایت اللہ صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سانگلہ ہل والے

از غلام قمرالدین چشتی سیالوی مدرس درالعلوم امجدیہ کراچی

عرضِ حال

ناچیز کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت موصوف کے حضور زانوئے تلمذ تہ کیے اور ظاہری و باطنی فیض و برکت سے اپنا حصہ حاصل کیا اور اس شرف پر نازاں ہوں ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ تحریر کرنا یہ مجھ جیسے ناکارہ انسان کے بس سے باہر ہے چونکہ عزیزی مولانا حافظ قاری محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب کے پیہم اصرار پر چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے آمین !

حضرت علامہ کی خدمت میں حاضری

میری یاد کے مطابق ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے جب میرے استاذی المکرم قبلہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل میں بحیثیت صدر مدرس کے خدمات انجام دیتے تھے تو میں اپنے دیگر ساتھی جناب صاحبزادہ محمد مکرم الدین صاحب مرولوی اور جناب علامہ عبدالرحیم صاحب بغرض تعلیم سانگلہ ہل حاضر ہوئے ۔ قبل ازیں ہم نے آستانہ عالیہ مکان شریف کھڑی دادی سون سکیسر میں ہدایۃ النحو تک تعلیم حاصل کی تھی چونکہ حضرت علامہ علیہ الرحمہ عموماً تبلیغی دورہ اور محافلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں مصروف رہتے تھے اس لیے جمعۃ المبارک میں زیارت نصیب ہوتی تھی اور کبھی کبھی وقت ملنے پر آپ دارالعلوم میں تشریف لاتے تو طلباء کرام سے زیرِ اسباق کتب اور فنون کے بارے میں سوالات دریافت فرماتے تھے اور حضرت کو درسی کتب پہ کافی عبور تھا اور درسیات آپ کو ازبر تھیں بنابریں طلبا اور مدرسین آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے طلباء کے ساتھ آپ کی شفقت قابلِ دید ہوتی۔ آپ انہیں حصول علم کے لیے کوشاں رہنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے سالانہ و ششماہی امتحان آپ خود لیا کرتے اور اچھے نمبر پانے والوں کو انعام اور حوصلہ افزائی سے نوازتے۔

طلباء کے ساتھ محبت

حضرت علامہ اپنے استاذ محترم حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقۂ مبارکہ کے مطابق طلباء کو لفظ " مولانا " سے مخاطب فرماتے تھے۔ اور طالب علم کی بہت افزائی فرماتے تھے۔ اور حصولِ تعلیم کے لیے محنت و لگن سے کام لینے کی تاکید فرماتے تھے۔ بندہ نے ایک بار کمزوری حافظہ کی شکایت کی تو حضرت نے درود تنجینا ہر روز صبح کی نماز کے بعد پانچ بار پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کی بہت فضیلت بیان فرمائی۔

زہد و تقویٰ

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ اپنے مسلک اہلِ سنت وجماعت (بریلوی) کے سختی سے پابند تھے اور آپ بحوالہ فرمایا کرتے تھے کہ آج سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے تمام مسلمانوں کا یہی مسلک و عقیدہ تھا اور انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ کا بیج بویا۔ اور بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت ختم کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ حضور پُر نور

شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی کو دین اسلام کہا جانے لگا اور کچھ بدبخت قرآن وحدیث اور علم دین اس لیے حاصل کر رہے ہیں کہ حضور کی تنقیص شان کو (العیاذ باللہ) کامل توحید و ایمان بیان کرتے ہیں۔ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی منکرین ختم نبوت اور منکرین شانِ رسالت منکرین شانِ صحابہ اور منکرین شانِ ولایت کے رد میں گزری اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی آپ کا معمول تھا۔ اور سفر و حضر میں آپ نے کبھی سنت نماز بھی نہیں چھوڑی اور نماز باجماعت ادا کرنے کا معمول تھا۔ بدمذہب سے ہاتھ ملانا بھی گوارا نہ تھا۔ اور مسلکِ حقہ اہل سنت وجماعت اور تمام اولیاءِ کاملین سے دلی لگاؤ تھا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کا معمول ہے کہ جس علاقہ میں حاضر ہوتا ہوں اس علاقہ کے اولیاء کاملین کی خدمت میں نذر فاتحہ پیش کرتا ہوں اور ان کے تصرف کا متمنی ہوتا ہوں۔

تبلیغی خدمات

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ جب بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے تو کچھ عرصہ وہاں اور پھر داتا نگر لاہور میں مرکزِ علم وفن حزب الاحناف میں تدریسی خدمات سرانجام دیں اور پھر رفتہ رفتہ سلسلۂ تقاریر بڑھا۔ اور سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پہ تشریف لائے۔ اور اس پیاسی سرزمین کو خوب سیراب فرمایا اور خدمتِ دین میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ قیامت تک جامع مسجد کے فلک بوس مینار بھی گواہ ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ دینی علوم کا مرکز جامعہ نقشبندیہ رضویہ بھی قائم فرمایا۔ اتنے مختصر عرصہ میں ایسی عظیم الشان مسجد و مدرسہ کا پایہ تکمیل تک پہنچانا آپ ہی کا خاصہ ہے اور روزمرہ تقاریر کا سلسلہ جو دیہاتوں، قریوں اور گاؤں تک پھیلا ہوا تھا اس میں لاکھوں مسلمانوں

کے ایمانوں کو پختہ اور مذہب حقہ پر قائم و دائم فرمایا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے مدلل اور باحوالہ وعظ و نصیحت سے کئی گم کردہ راہِ راست پر آ گئے۔ کافی لوگوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت بھی فرمایا۔

شرفِ شاگردی

بندہ کی کتب جب انتہا کو پہنچیں تو تقریباً ۶۵-۱۹۶۴ء کو ہدایہ شریف بطور شفقت اپنے پاس رکھ لی۔ اور اس طرح ناچیز کو شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ اور چونکہ حضرت اکثر باہر رہتے تھے مگر لبا اوقات جلدی واپس ہوتے اور ناچیز کو اسباق پڑھاتے اور کبھی کبھی اپنے ہمراہ سفر میں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ بڑی محنت سے سبق پڑھاتے تھے اور مجھے بھی اس پر فخر ہے کہ حضور کے خوشہ چینوں میں ہمارا بھی شمار ہے۔

(اسی زمانے میں "المقیاس" لاہور، "السعید" ملتان اور پندرہ روزہ "طوفان" بھی زیرِ مطالعہ رہے جن میں پرمغز مقالات اور احسن پیرایے میں مسلک حق اہلِ سنت و جماعت کی خوب خوب ترجمانی ہوتی۔ مؤخر الذکر دونوں رسالے غزالئ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں جاری تھے۔ پھر "طوفان" واقعی طوفان تھا جس نے شورش زدہ چٹانوں کو ہلا کے رکھ دیا۔ تھا اور جب "چٹان" کے شمارے مذہبی منافرت پھیلا رہے تھے اور مخالفین پاکستان احراری دیوبندی کی شہ پر سب و شتم میں پیش پیش تھے اس وقت پندرہ روزہ "طوفان" نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ترکی بہ ترکی جواب دینے میں اس محاذ پر امیر البیان مہر وفا نے نظم و نثر کی ذمہ داری خوب انجام دی۔ (محمد جمیل الرحمٰن سعیدی)۔

اہم واقعہ

ایک بار نارووالی ضلع گجرات میں جلسہ میں تشریف لے گئے۔ ناچیز بھی ہمراہ تھا۔

ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میری بھینس تازہ تازہ دودھ والی ہے
مگر دودھ دوہنے نہیں دیتی اور اپنے بچہ کو بھی دودھ نہیں پلاتی۔ براہ کرم کوئی
تعویذ یادم فرمادیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ سات بڑے بڑے گستاخانِ رسول کریمؐ کو
خوب کوس کر اس کے کان میں پھونک دیں۔ انشاء اللہ پاؤں بھی نہیں اٹھائے گی۔
وہ آدمی بڑا حیران ہوا اور ہکا بکا رہ گیا۔ آپ نے فرمایا پہلے جاکر عمل کریں اور پھر میرے
پاس تشریف لاویں ۔ میں وجہ بھی بدلیل بتادوں گا۔ وہ آدمی گھر گیا اور عمل کیا۔
بھینس نے دودھ دے دیا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے خوشی کا
اظہار کیا کہ کئی دن سے جس مصیبت میں گرفتار تھا وہ جلدی حل ہو گئی۔ مگر اس کی
وجہ پوچھنے کی خواہش بھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ رب کے رسولؐ کے دشمنوں کو دشمن
سمجھنے سے ان دشمنوں کا دوست شیطان بھاگ جاتا ہے اور بندہ کی مشکل حل ہو جاتی
ہے۔ جیسے سر میں درد ہو تو بعض بزرگانِ دین نے تعویذ فرمایا کہ فرعون ' شداد '
نمرود ' ہامان ' قارون وغیرہ نام لکھ کر ان کو جوتے مارنے سے سر درد غائب ہو
جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کے دشمن ہیں اور یہ ہمارے نظریہ کی دلیل ہے ۔

آخری ملاقات

راقم الحروف تقریباً سات سال تک سانگلہ ہل جامعہ ہذا میں تعلیم میں مصروف رہا۔
اور اختتامِ تعلیم پہ سانگلہ ہل سے فارغ ہو کر ۱۹۶۶ء کو کراچی "دارالعلوم امجدیہ"
برائے دورۂ حدیث حاضر ہو گیا۔ اور اس طرح حضرت سے دور ہو گیا۔ مگر روحانی
طور پہ تو ہر سنی مسلمان ان کا قریبی تھا۔ فراغت کے بعد کراچی میں ہی قیام پذیر ہوں۔
اسی جامعہ میں خدمات انجام دینے پر مامور ہوں۔ گذشتہ دو سال قبل جب حضرت
کراچی تشریف لائے اور جامعہ امجدیہ میں زیارت نصیب ہوئی تو حضرت نے میرے

چہرے کو دیکھ کر فرمایا کہ " ادے قمر تو بابا ہوگیا ہے "۔ کیونکہ چودہ سال کے بعد قدم بوسی حاصل ہوئی تھی۔ اور کراچی کی آب و ہوا نے میری داڑھی کے بالوں کو چاندی کی تاروں میں بدل دیا ہے۔ اس لیے حضرت نے ازراہِ تفنن یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی خدمات کو مقبول فرمائے اور مسلک حقّہ کی خدمت کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ حضرت کے صاحبزادگان، شاگردان اور متعلقین کو نعمتِ دارین سے مالا مال فرمائے۔

(۱۵ مئی ۱۹۸۲ مطابق ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ)

٭

استاذِ محترم پروفیسر محمد صدیق قمر استاد گورنمنٹ ڈگری کالج عارفوالہ نے تو شفقتوں کی انتہا فرما دی۔ موصوف خود عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے ماہر ترین استاد ہیں۔ اردو کے صاحبِ طرز نثر نگار اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ اقبالیات ان کا پسندیدہ مضمون ہے۔ اقبالی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ دو تین ایم۔اے کر رکھے ہیں۔ آج کل پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔

مجھے یہ فخر ہے کہ میں نے اردو انگریزی اور فارسی اُن سے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں پڑھی۔ اقبال کا فارسی کلام ان سے سبقاً پڑھنا بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ اپنے خط میں فرماتے ہیں۔

ڈیئر ڈاکٹر محمود احمد ساقی!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی تصنیفِ لطیف بعنوان "اسلامی عقائد" تاریخ ترسیل سے دو ماہ بعد موصول ہوئی ہے۔ عصرِ حاضر میں ذہنی الجھنوں اور عقائد اسلامیہ کے باب میں پائی جانے والی تشکیک اور مغالطوں کے ازالہ و ابطال کے باب

میں تصنیف قابلِ قدر ہے ۔ بعض جوابات تشنہ ہیں ۔ آئندہ ایڈیشن میں امید ہے کہ یہ تشنگی بھی دور کر دی جائے گی ۔ آپ کی دیگر اہم تصانیف سے ہمارا محروم رہنا میرے خیال میں آپ کو بھی اچھا نہیں لگے گا ۔

آپ جیسے شاگرد اساتذہ کے لیے قابلِ فخر ہوتے ہیں اور میں بجا طور پر آپ پر فخر کر سکتا ہوں ۔

ڈاکٹر غلام شبیر قادری کو بھی میری طرف سے مبارکباد دیں ۔ اگرچہ آپ دونوں نے جلد میں احکام کی حکمتیں ۔ موجودہ سائنس کی روشنی میں" لکھ کر اسے لاہور تک محدود کر رکھا ہے ۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے قلم میں زور اور برکت دیں ۔

∴

مولانا غلام مہر علی چشتی نے چشتیاں ضلع بہاولنگر سے اپنے خط میں اپنی یادداشتیں بھی تحریر فرمائیں ۔ ساتھ اپنی کتاب "الیواقیت المہریہ" سے چند صفحات کی فوٹو کاپی ارسال فرمائی ۔ آپ بھی پڑھ لیں ۔

کوئی حوالہ یا نکتہ پیش کیا انہوں نے قبول فرمایا۔ چک ۱۵۱ ٹو۔ایل ہارون آباد اور موضع جملیرا بورے والا میں مسئلہ علم غیب اور مسئلہ دعا بعد الجنازہ میں انہوں نے، مولوی شمس الدین گوجرانوالہ اور مولوی محمد یوسف رحمانی کو صریح شکست دی۔ چک ۱۰۱ ٹو ایل میں مسئلہ کفریات دیوبندیہ میں میں مناظر تھا وہ میرے معاون تھے۔ مولوی اشرفعلی تھانوی کی عبارت حفظ الایمان جس میں اس نے کلمہ "ایسا" سے علم نبوی کو علم مجانین حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ دیوبندی مناظر سے ایک گھنٹہ بحث ہوتی رہی بالآخر اس عبارت کو کفریہ ہونے سے دیوبندی مناظر نہ بچا سکا تو راہ فرار اختیار کی۔

حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب کے معلومات ایک بحر ناپیدا کنار تھے۔ افادہ واستفادہ میں انہوں نے کبھی پہلو بچانے کی کوشش نہیں کی۔

وہ بہت محنت کرتے تھے۔ اور اسلوب وعظ میں وہ مسلک اہلسنۃ کی استدلالی قوت کو اجاگر کرنے میں پوری قوت صرف کر دیتے تھے۔ ان کی محنت و مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دفعہ سانگلہ سے چشتیاں میرے پاس صرف اس لیے تشریف لائے کہ مولوی صدیق حسن دہلی کی کتاب حضرات التجلی صرف میرے پاس ہے اور اس میں حقیقۃ محمدیہ کے حقائق عالم میں ساری و حاضر و ناظر ہونے کی تصریح والی عبارۃ نقل کر کے تشریف لے گئے: فقط

بندہ غلام مہر علی چشتیاں شریف

۲۷-۴-۹۲

عبارۃ "الیواقیت المھریہ"

ومن مشاہیر فضلائنا المناظر الجلیل والمفتی العلام مولانا محمد عنایت اللہ خطیب المسجد الجامع بسانگلہ من مضافات لائلپور ولد العلامہ محمد عنایت اللہ ابن الصالح نواب

الـدين بقـريـة هـردو بريار من مضافات شيخوپوره سـنـة الميلادية تسع عشرة بعد الالف ونسع مائة اخذ العلوم الابتدائية عن الفاضل احمد الـدين ببلـدة سكهيكى والصرف والنحو عن علامة العصر القاضى عبد السبحان بقصبة على پور الشريف من مضافات سيالكوٹ ثم الفقه والاصول عن العلامة شمس الدين ببريلى الشريف ثم بعض العلوم فى مدرسة مزار العارف الخواجه غلام فريد رحمه الله تعالىٰ بكوٹ مٹھن الشريف من مضافات ڈیره غازى خان ثم الحديث الشريف بدار العلوم منظر الاسلام ببريلى الشريف عن المحدث الكبير والعارف الشهير مولانا سردار احمد رحمه الله بانى دار العلوم مظهر الاسلام بلائل پور وشرف عنه بسند الحديث وعمامة الفضيلة سنة الهجرية ثلث وستين بعد الالف وثلثمائة ولبعد الفراغ عن العلوم تعين صدر المدرسين بدار العلوم حزب الاحناف بلاهور فافاض العلوم فيها مدة ثم درس العلوم زمانا بقصبة شرقپور بمدرسه العارف الشرقپورى رضى الله عنه ثم اسس دار العلوم العظيمة ببلدة امرتسر ثم هاجر سنة تقسيم الملك الى پاكستان وتعين خطيب المسجد الجامع ببلدة سانگلة المذكورة والى الآن يقيم وليفيض العلوم فيها يعظ فى اكناف الملك واشتهرت مواعظة فى استيصال فتن الخوارج الوهابية والديوبندية جمضا فى قرية نمرة ۱۵۱ ج-ل من مضافات هارون آباد سنة الهجرية ثلاث وسبعين بعد الالف وثلاثمائة فى المناظرة المنعقدة بيننا وبين الديوبندية

فی مسئلۃ علم غیب النبی الکریم العلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعماراتہم الکفریۃ وکان دعا الدیوبندیۃ مناظرہم المولوی شمس الحق من بلدۃ گوجرانوالہ فناظر بہ العلامۃ محمد عنایت اللہ فی مسئلۃ العلم واثبتہ بالدلائل القاہرۃ ولبطش علی شمس الحق لا مفرلہ ولا مقر وناظرت بمناظرہم فی عباداتہم الکفریۃ المنتھۃ فی شان سیدالمرسلین فلما قمت للمناظرۃ دعرضت عبارتہم الکفریۃ المندرجۃ فی رسالتہم حفظ الایمان للتھانوی فبھت الدیوبندیۃ وفروا من المناظرۃ بالفساد و من یضل اللہ فما لہ من ھاد۔

استاذی المکرم شیخ الحدیث مولانا معراج الاسلام مدظلہٗ العالی غریب خانے پر تشریف لائے تو فرمانے لگے:

"سمجھ میں نہیں آتا تم ڈاکٹری، تدریس اور تصنیف و تالیف تینوں کام کیسے کر لیتے ہو۔"

الحاج مولانا ابوداؤد صادق صاحب مدظلہ العالی اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

عزیز القدر ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"رضائے مصطفیٰ" کے شمارے ارسال کئے جارہے ہیں۔ آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مولانا معراج الاسلام صاحب کا ایڈریس درکار ہے۔ .... نامی کتاب کے بارے میں معلوم کر کے ارسال کریں کہ کس نے تحریر کی ہے!

فقط

ابوداؤد محمد صادق۔ گوجرانوالہ

"تاریخی مناظرے" پر لوح و قلم کا تبصرہ !

(تبصرہ نگار سید شبیر حسین شاہ نقوی)

نام کتاب	تاریخی مناظرے
مصنف	مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ۔
مرتبہ	ڈاکٹر محمود احمد ساقی
قیمت	۲۱ روپے
ناشر	مکتبہ اہلسنت جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل
ملنے کا پتہ	مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری گیٹ ۔ لاہور ۔

۹۸ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تحریر اہلسنت و جماعت کے ایک عظیم مبلغ مناظرِ اسلام حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری کے احوال و آثار اور ان کے تاریخی مناظروں کا ایک عکس جمیل ہے ۔ جسے منظرِ تحریر پہ لانے میں جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی نے خاصی محنت کی ہے ۔ علامہ مرحوم کے تحریری مناظروں کو مسلکِ اہلسنت کے محقق علماء سے حاصل کر کے عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ ایک خوشنما سانچے میں ڈھال کر ایک دلچسپ تحریر کی صورت میں قارئین کے لیے پیش کر دیا ہے ۔ "تاریخی مناظرے" حق و باطل میں فرق جاننے کے لیے ایک مفید آلہ ہے ۔ مؤلفِ کتاب نے اپنے وضاحت میں لکھا ہے کہ "تاریخی مناظرے" طبع کروانے کا مقصد ایک علمی کام کی حفاظت ہے نہ کہ کسی کی دل آزاری " اہلسنت کے عظیم محقق علامہ عبد الحکیم شرف قادری زید مجدہ نے کیا خوبصورت بات کہی ہے ۔

"ہمارا مقصد ایسا لٹریچر تیار کرنا ہے جس سے عقائد کی درستی کے ساتھ ساتھ عمل کی اہمیت اجاگر ہو کیونکہ انسان کی دینی زندگی کو اگر ایک پرندہ قرار دیا جائے تو عقیدہ اور عمل دو پر ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ایک پر کے ساتھ پرواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

اس کے علاوہ بے شمار بزرگوں نے محبت کا اظہار فرمایا :

استاذ گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالطیف مجددی جامعہ نعیمیہ، لاہور ۔ استاذِ گرامی ابوالبیان مولانا سعید احمد مجددی گوجرانوالہ ۔ مولانا محمد منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ لاہور ۔ ڈاکٹر محمد حنیف مغل پورہ لاہور ۔ ڈاکٹر احمد علی کولاچی، لاڑکانہ ۔

مولانا منشا تابش قصوری صاحب کا ارشاد تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک پر لکھو : حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت امید ہے ان کے لیے خوشی کا باعث ہو گی ۔

٭

مناظرِ اسلام مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ہر سال فاضل علماء کو تخصص کی غرض سے صحاح ستہ کے بارے میں تفصیلی درس دیا کرتے تھے جو کئی ہفتے جاری رہتا ۔

ان دروس کے تحریر کردہ حواشی کے فائل اور میری مطلوبہ کتب استاذِ گرامی مولانا ذوالفقار علی رضوی مدظلہ العالی نے فقیر کو عنایت فرماد یئے ہیں ہمارے مرکز "جامعہ اسلامیہ پاکستان" کے فاضل اساتذہ برادرِ کرم علامہ حافظ مبشر احمد، پروفیسر سہیل احمد قادری ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ریاضی، ان مسودوں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں ۔ امید ہے جلد ہی یہ سلسلہ " تقادیرِ بخاری " کے نام سے اشاعت پذیر ہو کر آپ تک پہنچے گا ۔

" حاضر و ناظر رسول " کی برکت سے " مرکزی مجلس احناف " کا قیام عمل میں آیا ہے ۔ اسی کے زیرِ اہتمام میری کتاب " درود و سلام کی سوغاتیں القول البدیع " طبع ہو چکی ہے ۔ موجودہ کتاب کی اشاعت میں میرے بڑے بھائی علامہ حافظ مبشر احمد

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، اور شیخ ساجد صاحب سانگلہ ہل کی معاونت کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔
میرا "تاریخی مناظرے، حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تقاریر بخاری" کا شائع کرنا فقط اس لیے ہے تاکہ مناظرِ اسلام جیسی ہستی کا کام آپ تک پہنچ جائے۔

کیونکہ

مولانا عنائت اللہ علیہ الرحمہ، میری اور آپ کی تاریخ کا نام ہے۔ یہ سلسلۂ تاریخ مناظر اسلام سے شروع ہو کر امام احمد رضا خان قادری سے ہوتا ہوا علامہ فضل حق خیر آبادی تک پہنچتا ہے۔ یہ سلسلہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ کو بھی ہونا چاہیئے۔ یہ میری خواہش ہے۔ کیونکہ ؎

بے جام و سبو کوئی ملاقی نہیں رہتا
بے حلقۂ رنداں کوئی ساقی نہیں رہتا
جو قوم بھلا دیتی ہے تاریخ کو اپنے
اس قوم کا جغرافیہ باقی نہیں رہتا

فقط
محمود احمد ساقی

پہچان

عرضِ ساقی

میں نے دنیا کی ایک اعلیٰ حکمت سے خبر پائی ہے ۔ خبر، خیال، خوش اندیشی اور خیر طلبی کے اسرار و رموز اس میں پنہاں ہیں ۔ کچھ توشہ تمہاری شنوائیوں اور بینائیوں کے درمیان بانٹنا چاہتا ہوں ۔ میں نے اس حکمت سے معنی اور بیان کی وہ دولت پائی ہے جو ذہن کی تربیت اور روح کی خوش حالی میں تمہارے کام آئے گی ۔

اس توشے سے روح اور دماغ کو جلا بخشو ۔ شعور کو پختگی دو ۔ میں نے اس نادر حکمت سے تمہارے وجود کے باطن اور ظاہر کے لیے جو کچھ کسب کیا ہے وہ یہ ہے کہ صبح اور شام کی جس گامزنی سے " بدمذہب " ہو جانے کا ڈر ہو اس کے حق میں اپنے گھٹنوں کو شل جانو ۔ بد مذہبی کی دلدل کی طرف بڑھنے سے زندگی بھر ایک پتھر کی طرح بے جنبش رہنا کہیں بہتر ہے ۔ اس بات کو مت جھٹلاؤ کہ کچھ لوگ لفظ مصلحت کی آڑ لے کر بدمذہبوں کے ساتھ ملنے جلنے کو تحفظ دیتے ہیں ۔ ان کے ساتھ ملتے ہیں اور اپنے اس گھناؤنے فعل سے بدمذہبی کی دلدلوں کے سفیر ثابت ہوتے ہیں ۔ کوئی انہیں مذہبی جرائم پیشہ کہے یا دلدلوں کے سفیر —— بات ایک ہی ہے صرف لفظ مختلف ہیں ۔ کردار ایک ہی ہے ۔ بقول شخصے

قافلے دلدلوں میں جا ٹھہرے　　راہنما اب بھی راہنما ٹھہرے

کیا ایسا نہیں ہے ! بڑے دکھ کی بات ہے اور اسے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا اور سننا چاہیئے کہ ایسا ہی تو ہے ۔ تم اس جھوٹ کی دلدل کی طرف کب تک بڑھتے

رہو گے ۔ آخر کب تک ؟ اس مصلحت پر لعنت بھیجو اور سچ جہاں بھی ہو اس تک پہنچنے کے لیے دل اور جاں سے گزر جاؤ ۔ سچ کا آغاز بڑا ہی جان لیوا ہوتا ہے ۔ اس میں مغز اذیت ناک سوزش سے دکھنے لگتا ہے ۔ تلوے آبلے اگلنے لگتے ہیں ۔ اور ستانے کی ایک گھڑی بھی نصیب نہیں ہوتی ۔

اگر مسافر نے اس دکھتی اور تپتی ہوئی اذیت کو سہار لیا تو جان لو کہ وہ اسی لمحے انجام تک پہنچ گیا ۔ ایک ایسے فرخندہ و فیروز مندانہ انجام تک جسے دیکھنے والے اور اس کے بارے میں سننے والے وہ لوگ بھی جن کی زندگی پر ہمیشہ رشک کیا جاتا رہا ہو اپنی ساری زندگی اس انجام پر رشک کرتے ہوئے گزار دیں ۔

اس انجام کے مستحق کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں :

۱ ۔ ہر روز نئے موقف نئی ترامیم کے ساتھ سے فراغت ۔

۲ ۔ قائدین کی خوشامدانہ ڈیوٹی سے فراغت ۔

۳ ۔ ایک جھوٹ نبھانے کے لیے جھوٹ در جھوٹ سے رہائی ۔

۴ ۔ کسی کی مجددیت کے لیے بنیاد فراہم کرنے سے چھٹکارا ۔

۵ ۔ اس کے نزدیک فرشتہ ہمیشہ فرشتہ اور شیطان ہمیشہ شیطان رہتا ہے ۔

۶ ۔ تاویلوں سے رہائی ۔

تم میں سے بہت سے لوگ شاید یہ جاننا چاہیں گے کہ سچ آخر ہے کیا ؟

سچی بات یہ ہے کہ میں یہ بتانے سے یکسر قاصر اور عاجز ہوں کہ سچ کیا ہے ! اس لیے کہ شاید سچ کو جانا نہیں جا سکتا ۔ پر ایک عجیب بات ہے کہ اسے ہر آن اور ہر ساعت پہچانا جا سکتا ہے ۔ اور پہچانا گیا ہے ۔ پہچانا جاتا ہے ۔ کیا یہاں میں ایک بات کہوں ! کہو کہ ہاں ۔ وہ بات یہ ہے کہ جاننے میں اتنی بھلائی نہیں ہے جتنی بھلائی پہچاننے میں ہے ۔ پھر یہ کہ جاننے میں بہت سی شرطیں ہیں ۔ بہت سی ارکی

شرطیں۔ اس کے لیے بہت سے دنیوی ہنر سیکھنے پڑتے ہیں اور بہت وقت لگانا پڑتا ہے۔ جو ضائع بھی جا سکتا ہے۔ جاننا ایک پیشہ ہے اور پیشہ تو پیشہ ہی ہوتا ہے وہ بیٹھے بیٹھے تو نہیں آجاتا۔

اب رہا پہچاننا تو وہ کوئی "پیشہ" نہیں ہے۔ وہ تو آنکھ کی معنی شناسی کا معاملہ ہے۔ سو میں تم سے جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے اندر انسانوں اور "شیطانوں" کی پہچان پیدا کرو کہ پہچان ہی دل اور دانائی کی جان ہے اور وہ انسانوں کے کچھ خاص گروہوں کی میراث نہیں ہے۔

سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ پہچان سے کام لو۔ مذہبی جرائم پیشہ افراد کو رہبر نہ سمجھو۔ انہیں اپنا دوست نہ سمجھو۔ یہ لوگ اپنے سوا سب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اسی میں ان کا عیش اور ان کی آسائش ہے۔ سو پہچان سے کام لو اور ان میں سے کسی کے بھی دھوکے میں نہ آؤ۔

پہچان ——————

اِن کو پہچان، ——————

یہ کون ہیں؟ ——————

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(تحذیر الناس صہ ۲۸)

اس عبارت کے مصنف کو پہچانیں؟

حالانکہ علامہ اقبال فرماتے ہیں :

رُخِ مصطفٰے ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں!

٭

"دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم (سے) کے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں..... بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔"

(تصفیۃ العقائد صـ۲۲-۲۴)

اس عبارت کے مصنف و مصدق کو بھی پہچانیں !

٭

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ صـ۵۵)

اس کو بھی پہچانیں !

٭

"الحاصل امکان کذب مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ .... پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیا کرام و علمائے عظام

کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔"

(فتاوائے رشیدیہ صہ۲۱)

اس کو بھی پہچانیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان صہ۸)

اس بدبخت کو بھی پہچانیں۔

ان کی پہچان ایک صاحب پہچان کی نظر سے۔
اقبال ان کی پہچان ان لفظوں میں کرتا ہے :

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست!
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمدِ عربی ست!

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست!

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی دین کلہ لا بدل لکلمات اللہ وانا انزلناہ قریبا من القادیان و بالحق انزلناہ" ۔ "یا احمد انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی شانک عجیب واجرک قریب الارض والسمآ معک کما ھو معی جری اللہ فی حلل الانبیآء"

(ازالۂ اوہام از غلام احمد قادیانی مطبع ریاض ہند

بار اوّل ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء ص ۲۷۱، ۲۷۲)

(ترجمہ) خدا وہ قادر ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی دین دے کر بھیجا تاکہ سب دینوں پر غالب کر دے (یہ وہ پیش گوئی ہے جو پہلے سے قرآن شریف میں انہی دنوں کے لیے لکھی گئی) پھر اس کے بعد الہام کا ترجمہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو جو پہلے سے اُن کی پاک کلام میں آچکے ہیں۔ کوئی بدل نہیں سکتا یعنی وہ ہرگز ٹل نہیں سکتے —— اور پھر اس کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے اس معمور کو مع اپنی نشان اور عجائبات کے قادیان کے قریب اتارا ۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا" ۔ اے میرے احمد تجھے بشارت ہو تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کا درخت ثابت اور مستحکم کر دیا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لیے چنا۔ تیری شان عجیب اور تیرا اجر قریب ہے ۔ تیرے ساتھ زمین اور آسمان ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے. تو خدا کا پہلوان ہے ۔ نبیوں کے حلوں میں"۔

—— اس کو بھی پہچانیں!

اِن لفظوں کی گندی قے ـــــ اور جگالی کرنے والے افراد پر
امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان قادری کا کفر کا فتویٰ ہے۔

آپ کا اس فتویٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اہلِ دیوبند اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کو ہر جگہ حاضر مانتے ہیں!

مولوی رشید احمد کے مرنے کے بعد صدر دیوبند مولوی محمود الحسن نے اس کی موت پر ایک مرثیہ لکھا۔ جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے:

نظر سے ہو کے غائب دل میں لو وہ بیٹھے ہیں
دل و دیدہ کی جنگِ باہمی مشکل ہے سُلجھانی

مولوی محمود الحسن صدر دیوبند کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نظر سے غائب ہو کر ہر دیوبندی عقیدہ والے دیوبندی کے دل میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔ لھٰذا دل اور آنکھوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دِل کہتا ہے مجھ میں رہے۔ آنکھیں کہتی ہیں نہیں مجھ میں بسو مہاراج۔ ان کی جنگ کا فیصلہ بڑا ہی مشکل ہو گیا ہے۔

کیوں صاحب! مولوی رشید احمد گنگوہی کو صدرِ دیوبند محمود الحسن بجسمہ ہر دیوبندی کے دل میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعر میں وہ صفات بیان کی ہیں جو کہ جسم کی صفات (چھپکے بیٹھے ہیں)۔ بیٹھنا جسم کی صفت ہے تو رشید احمد ہر دیوبندی کے پاس حاضر و موجود ہیں۔

اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر مانے تو تم کہتے ہو کہ کافر و مرتد ہو گیا۔

جو مولوی رشید احمد کو حاضر مانے وہ صدر دیوبند، محدث عالم علامہ ہو جائے بلکہ سارے کے سارے دیوبندی ہوں۔ ان پر قاضی خاں کا فتویٰ چسپاں نہیں ہوتا۔ فتویٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ماننے والے کے لیے ہے۔ تمہارے کانگرسی نہرو پرست علماء کے لیے نہیں ہے۔ معلوم نہیں تم لوگ اس فتوے سے کیسے بچ گئے۔

اگر تم ایک مولوی کو حاضر مان کر مسلمان ہی رہتے ہو تو ہم اہل سنّت حضورؐ کو حاضر مان کر کیوں کافر ہونے لگے۔ یہ الزامی جواب ہے اور تحقیقی جواب آگے کتاب میں آرہا ہے۔ پہچاننے کے بعد کچھ جاننا بھی پسند کریں گے۔ یقیناً۔ تو سنیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک پیر اپنے ہر مرید کے پاس ہر جگہ حاضر و موجود ہے

دیوبندیوں کے بڑے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے رسالہ "امداد السلوک" میں لکھتے ہیں:

"وہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص دور است (از روحانیت او دور نیست"۔

(ترجمہ) مرید یقین سے جانتے کہ پیر کا روح ایک مکان میں بند نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ کہ مرید ہووے، قریب ہو یا دور اگرچہ شیخ شخص سے دور ہوتا ہے مگر روحانیت شیخ سے دور نہیں ہوتا۔"

کیوں بھئی دیوبندی صاحبان!

رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا کہ پیر کی روح ہر مرید کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہتی ہے اگرچہ پیر کے کروڑوں مرید ہوں تو پیر کروڑ جگہ موجود

ہوگا یا نہ ؟ ضرور ہوگا۔ کہیئے پیر ہر جگہ حاضر ہوئے۔

کیوں صاحب کفر کا فتویٰ اب تو نہیں لگتا۔ تم لوگ پیروں کو حاضر مانو تمہاری توحید میں فرق نہ آئے۔ اگر اہل سنّت نبی کریم کو حاضر مانیں تو جھٹ کفر کا فتویٰ یاد آجاتا ہے۔

مولوی حسین احمد کانگرسی کا پیر کو حاضر جاننا!

قاضی خان کا الزامی جواب

مولوی حسین احمد کانگرسی صدر دیوبند نے "الشہاب الثاقب" میں امداد السلوک " تصنیف رشید احمد گنگوہی کی مذکورہ عبارت کو نقل کرکے اپنی سُنّیت کا اظہار اور وہابیت کے دھبّے کو دھونے کا عجب حیلہ سوچا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ ہم ایسے عقیدے والے ہیں کہ اپنے پیر کو ہر مرید کے ساتھ حاضر جانتے ہیں۔ ہم وہابی نہیں ہیں۔

کیوں صاحب! صدر دیوبند نے پیر کو حاضر ماننا سُنّیت کی علامت لکھی ہے۔ اب بتایئے کہ قاضی خان کا فتویٰ کدھر گیا۔ کیا وہ فتویٰ صرف نبی کریم کے حاضر و ناظر ماننے والوں کے لیے ہے۔

مولوی ظفر احمد عثمانی تھانوی کا اپنی مُردہ بیوی کو

ہر دیوبندی کے پاس حاضر ماننا!!

دیوبندی اپنی عورتوں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ رسالہ " ندائے حرم " کراچی ربیع الآخر ۷۷ھ کے صفحہ ۲۳ میں مولوی ظفر احمد مرید اشرف علی تھانوی

نے اپنی عورت کے مرنے پر مرثیہ عربی میں لکھا ہے جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

لا تبعدی فلانت بین قلوبنا
وصدورنا وعیوننا ورؤس

(ترجمہ) اے بیگم تو ہم سے دور نہیں ہے تو تحقیق بلاشبہ ہمارے دلوں میں ہمارے سینوں میں ہماری آنکھوں، ہمارے سروں پر رہتی ہے۔

کیوں صاحب حضرات دیوبندیہ یہ شعر شرکیہ کفریہ تو نہیں ہے؟ کیا تمہارے مولوی ظفر احمد عثمانی نے اپنی عورت کو تمام دیوبندیوں کے دلوں میں، سینوں میں، آنکھوں میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں۔ کیا دیوبندی مولوی کی بیوی میں یہ طاقت ہے کہ وہ ہر جگہ تمام دیوبند کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہے۔ دیوبندی کا نگرسی ملاں عورت کو تو ہر جگہ حاضر موجود مانے مگر اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانے تو اُن پر جھٹ فتویٰ دیوبندی ملاں سناتے ہیں مگر اپنے گھر کی خبر نہ لیں کیا صریح ظلم ہے۔

ایمان ہے ، قالِ مصطفائی
قرآن ہے ، حالِ مصطفائی!

محبوبِ محب کی ، مِلک ہے اِک
کونین ہیں ، مالِ مصطفائی!

اللہ نہ چھوٹے ، دستِ دل سے
دامانِ خیالِ مصطفائی!

ہیں تیرے سپرد ، سب اُمیدیں
اے جود و نوالِ مصطفائی!

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمعِ جمالِ مصطفائی!

قرآن میں

شانِ محبوبِ خُدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کی سرتا بقدم، شان ہیں یہ
ان سا نہیں انساں، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان، بتاتا ہے اِنھیں
ایمان یہ کہتا ہے، "مری جان ہیں یہ!

صلی اللہ علیہ وسلم

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

ہم بھکاری، وہ کریم، اُن کا خدا، اُن سے فزوں
اور نہ کہنا "نہیں" عادت رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں، آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے ، اُلفت رسول اللہ کی

اے رضاؔ خود صاحبِ قرآن ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی؟

دستورِ اسلامی کی اوّلین شق اطاعتِ اللہ جل شانہ اور اطاعتِ رسول اکرم ﷺ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠

☆ اے ایمان والو!

☆ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہے ان کی بھی۔

☆ اگر کسی بات پر تم میں اختلاف پیدا ہو تو اس بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

☆ یہی سب سے بہترین بات ہے اور یہی بہترین تاویل ہے۔

(النساء : ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد، یکتا اور لاشریک ہونے کا اعلان رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کروایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم کہیے!

- ☆ وہ پاک ہستی جس کا نام اللہ ہے وہ ایک ہے۔
- ☆ وہ اللہ برحق اور بے نیاز ہے۔
- ☆ اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اسے جنا ہے۔
- ☆ اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

(الاخلاص: ۱۔۴)

درود شریف وظیفہ خداوندی اور ملائکہ ہے اور مومنین کے لئے بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسولِ اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی رسولِ اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو"

(الاحزاب:۵۶)

اللہ ربُّ العزت رسولِ اکرم ﷺ کو اپنا تعارف کیسے کرواتا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم پڑھئے اپنے رب کے نام سے۔

(العلق:۱)

☆ "ربِّکَ" کے لفظ سے اپنائیت اور پیار و محبت ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اپنی نسبت رسولِ اکرم ﷺ کی طرف کرتا ہے۔

☆ اللہ ربُّ العزت اپنے آپ کو پہلی وحی میں ربُّ العالمین یا ربُّ الناس نہیں کہتا بلکہ اپنا تعارف "ربِّکَ" کے الفاظ سے کرواتا ہے۔ یہ رسولِ اکرم ﷺ کی عظمت کی عظیم دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسالت کا اعلان بھی رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کروایا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ کہہ دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجا ہوا رسول ہوں۔

☆ (اس اللہ کا رسول) جو آسمانوں اور زمین کا شہنشاہ ہے۔

☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

☆ تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول اکرم ﷺ پر جو (دنیاوی طور پر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے' وہ خود اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

☆ اور (تمہیں چاہئے کہ) تم رسولِ اکرم ﷺ کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

(الاعراف۔۱۵۸)

رسولِ اکرم ﷺ قانون سازی میں مطلق العنان ہیں وہ جو بھی حکم دیں اسے بلاچون و چرا تسلیم کرنا ہی کامل مومن ہونے کی نشانی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

☆ ”رسولِ اکرم ﷺ تمہیں جو بھی حکم دیں اس پر عمل پیرا رہو اور جس بات سے منع فرمائیں اس سے منع ہو جاؤ۔

☆ اور اللہ جلّ شانہ سے ڈرتے رہا کرو' بے شک اللہ تعالیٰ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔“

(الحشر:۷)

رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

" جو شخص رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔"

(النساء:۸۰)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حق دار ہونے کے لئے رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت لازمی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

☆ ”اور نماز پڑھتے رہو۔

☆ اور زکوۃ دیتے رہو۔

☆ اور رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

(النور:۵۶)

رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت ایمان کی اوّلین شرط ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا○

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی قسم!

☆ یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منصف نہ بنائیں۔

☆ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں' اس پر اپنے دل میں بھی ذرہ بھر تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے بخوشی و رضا تسلیم کریں۔"

(النساء:۶۵)

رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو کسی فیصلے کا اختیار نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

☆ "کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ جل شانہٗ اور رسولِ اکرم ﷺ ان کے کسی کام میں فیصلہ فرما دیں تو وہ سمجھیں کہ اس کے بعد ان کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار ہے۔

☆ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی حکم عدولی کرے گا وہ صریحاً گمراہی میں مبتلا ہو گا۔"

(الاحزاب:۳۶)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے شہر کی قسم کھاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝

☆ "مجھے اس شہر کی قسم!

☆ کہ اے محبوب اکرم صلی اللہ علیک وسلم آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

☆ اور آپ کے والد کی قسم اور ان کی اولاد کی قسم۔"

(البلد:۱۔۲)

ایمان اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت نہ کی جائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۠

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں

☆ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان کے افراد

☆ اور وہ مال جو تم کماتے ہو۔

☆ اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔

☆ اور تمہارے مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔

☆ (یہ سب) تم کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول (ﷺ) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو اس وقت کا انتظار کرو جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری کر دے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"

(التوبہ:۲۴)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ انبیاء صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

☆ وہ (روزِ قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے۔

☆ اور وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

☆ ان لوگوں کی رفاقت بہترین رفاقت ہے۔

(النساء: ۶۹۔۷۰)

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے دعویداروں سے اس وقت محبت کرے گا جب وہ رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے اس صلہ اطاعت میں انہیں دوست رکھے گا اور ان کے گناہ بھی بخش دے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرما دیجئے کہ

☆ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

☆ اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(آل عمران،۳:۳۱)

اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کی بخشش کا اعلان رسولِ اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے کروایا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

"اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرما دیں کہ

☆ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

☆ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو ہے ہی بخشنے والا اور مہربان۔"

(الزمر:۵۳)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کو مسلمانوں پر احسان عظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

☆ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ ان میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

☆ جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔

☆ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

☆ اور دانائی کی باتیں بتاتے ہیں۔

☆ اور پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

(آل عمران:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ انبیاء کے اعمال و افعال پر رسولِ اکرم ﷺ کو گواہ بناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

☆ "وہ ساعت کیسی ہو گی جب ہم ہر اُمّت سے ایک گواہ لائیں گے۔

☆ اور اے محبوبِ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ کو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔"

(النساء: ۴۱)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے نام عطا فرمائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

☆ "لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں۔

☆ ان پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے۔

☆ وہ تمہاری بھلائی اور بہبود کے خواہش مند ہیں (اور) مومنوں کے لئے "رؤف" اور "رحیم" ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو (اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!) ان سے کہہ دیں کہ

☆ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔

اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔"

(التوبہ: ۱۲۸-۱۲۹)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی رضا کی خاطر قبلہ تبدیل کر دیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

☆ "اے نبی اکرم صلی اللہ علیک وسلم!) ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ بار بار اپنا چہرہ انور اسمان کی طرف پھیر رہے ہیں۔

☆ سو ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

☆ پس آپ اپنا منہ مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیں۔

☆ اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں تو اسی مسجد کی طرف منہ موڑ لیا کریں۔

☆ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (قبلے کا تبدیل ہونا) ان کے خالق کی طرف سے حق ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔"

(البقرۃ: ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح سے رسولِ اکرم ﷺ کی آمد پر ان کی اطاعت کا وعدہ لیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○
فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

"اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ

☆ جب میں تم کو کتاب' دانائی اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہارے پاس رسول (اکرم ﷺ) تشریف لائیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں۔
☆ تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا ہو گا۔
☆ اور ضرور ان کی مدد کرنی ہو گی۔
☆ اللہ تعالیٰ نے عہد لینے کے بعد پوچھا کہ کیا تم نے اقرار کیا۔
☆ اور کیا اس اقرار پر تم مجھے ضامن ٹھہراتے ہو؟
☆ تو انہوں نے کہا' ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
☆ تم اس (عہد و پیمان) کے گواہ رہو۔
☆ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔
☆ تو جو اس کے بعد پھر جائیں گے وہ بدکردار ہوں گے۔"

(آل عمران: ۸۱)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو خود قرآن پاک سنانے اور سمجھانے کا ذمہ لیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝

☆ ”اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم! قرآن پاک یاد کرنے کی خاطر اپنی زبان (مبارک) کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔

☆ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

☆ جب ہم پڑھ رہے ہوں تو آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔

☆ پھر بے شک اس (قرآن) کی باریکیوں کا آپ پر ظاہر کرنا ہمارا کام ہے۔“

(القیامۃ: ۱۶۔۱۹)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کو معراج کی رات اپنی معیت میں لے جانے اور خود آپ ﷺ کو اپنی نشانیاں دکھانے کا ذکر فرماتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

☆ "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (رسولِ اکرم ﷺ) کو رات کو اپنے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گئی۔

☆ مسجدِ اقصیٰ کے ماحول کو ہم نے برکت دی تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

☆ بے شک وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔"

(بنی اسرائیل:۱)

(نوٹ) اَسْرٰی بِہٖ: رات کو اپنی معیّت میں لے کر چلنے کے معنی میں آتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہے یہاں وہ خود اپنی معیت کا ذکر فرما کر شانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

☆ "اور وہ (رسولِ اکرم ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے۔
☆ بلکہ ان کی ہر بات وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔"

(النجم: ۳۔۴)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو آواز بلند کرنے پر اعمال کے ضائع ہونے کا حکم سناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○
إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○
إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○
وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

☆ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

☆ اے ایمان والو! اپنی آوازیں رسولِ اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو' ان کے حضور چلّا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو۔

☆ بے شک وہ لوگ جو بارگاہ رسولِ اکرم ﷺ میں اپنی آوازیں پست رکھتے

ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لئے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

☆ اے نبیِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

☆ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(الحجرات ۳تا ۵)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

☆ "اے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ وہ (مٹی) جو آپ (ﷺ) نے پھینکی وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں پھینکی بلکہ وہ (مٹی) اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔"

(الانفال:۱۷)

اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کو اذیت دینے والے کو دردناک عذاب کی وعید سناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

☆ "جو لوگ رسولِ اکرم ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔"

(التوبہ: ۶۱)

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو اصحابِ فیل کے واقعہ پر عینی شاہد بنایا حالانکہ یہ واقعہ رسولِ اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد سے کہیں پہلے کا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝

☆ "اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟"

(الفیل:۱)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رسولِ اکرم ﷺ سے سفارش کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝

☆ "اے محبوب اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر مہربانی ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل ہیں۔

☆ اگر آپ تند مزاج ہوتے تو وہ ضرور آپ کے اردگرد سے پریشان ہو جاتے۔

☆ تو آپ ان کو معاف فرمائیں۔

☆ اور ان کے لئے شفاعت کریں۔

☆ اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔

☆ اور پھر کسی کام کا پکا ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔

☆ بے شک توکل والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔"

(آل عمران: ۱۵۹)

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خِدَم، رسولِ حشم، تمام اُمم، غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قِدَم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

قرآن
اور
حاضر و ناظر
رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب، حالِ شباب کچھ نہ پوچھ
گُل بُنِ باغ نور کی، اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون؟ اُن سا شفیع ہے کہاں!
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں، دل یہ ترا گمان ہے!

پیشِ نظر وہ نو بہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے، ہاں یہی امتحان ہے

بارِ جلال اُٹھا لیا، گرچہ کلیجہ شق ہُوا
یُوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ، نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضؔا ذرا، تُو تو ہے عبدِ مُصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

لفظ "حاضر و ناظر" کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتب لغت میں تحریر ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں اور حاضر کے معنی شہروں اور بستیوں میں رہنے والا بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں۔ یہ تمام معانی المنجد، الصحاح، مجمع بحار الانوار وغیرہ میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ جس معنی سے ہماری بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے، اس کی تفصیل یہ ہے: حضر، حضرۃ، حضور سب کے معنی ہیں سامنے ہونا، اور حاضر کے معنی جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ کتب لغت میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیبت کی ضد ہیں۔

لغتِ قرآن کی مشہور کتاب مفردات امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات، ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنٰی کی تحقیق سنیئے۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تِل ہوتا ہے۔ ناظر کہتے ہیں۔ اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے۔ ناظر کا ماخذ نظر ہے۔

(معزدات از امام راغب)

کسی امر میں تدبر اور تفکّر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں اور کبھی اس سے معرفت اور رویت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریتِ مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالتِ بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمالِ مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظرِ عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا، سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظرِ مبارک سے دیکھنا، حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ اور نورِ نبوّت سے یہ امر بعید نہیں کہ آنِ واحد میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب، تحت و فوق تمام جہات و امکنہ [illegible] متعددہ لاتعداد لاتحصی میں سرکار اپنے وجودِ مقدس بعینہٖ یا جسمِ اقدس

مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہِ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں

قرآن اور حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

(ترجمہ) اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔"

اس آیتِ کریمہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ رحمۃ للعالمین ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصف خاص ہے۔

۲۔ آیہ کریمہ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وغیرہ ہائے کلمہ "العالمین" کا عموم دلیل خصوص پائے جانے کیوجہ سے بالاجماع باقی نہیں رہا مگر آیت زیر بحث میں جو لفظ "العٰلمین" ہے اس کا مخصوص نہیں پایا گیا۔ اس لیے وہ اپنے عموم پر ہے۔

۳۔ رحمۃ للعالمین کا معنی ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رحمت یا ذا رحمت یا راحماً للعالمین ہونے کے حال کے سوا اور کسی حال میں نہیں بھیجا۔" اور اگر لفظ رحمۃ کو مفعول رکھا جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبب رحمت قرار پائیں گے۔ بہر نوع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کا ہر فرد عالم کے لیے عام ہونا ظاہر ہے۔ جن حضرات نے "العالمین" کی تفسیر "الناس" یا ثقلین یا ذوی العلم "سے کی ہے۔ ان کے کلام سے العٰلمین کی تخصیص پر استدلال صحیح نہیں۔

چونکہ یہی انواع ثلاثہ ہیں اس لیے ان کے حق میں حضور کا رحمت ہونا بقیہ

عالمین کے حق میں حضور کے رحمت ہونے کو مستلزم ہے۔ دلیل یہ ہے کہ یہ تینوں اپنے ماسوا کے متبوع اور ان سب کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں لہٰذا سب کے حق میں حضورؐ کا رحمت ہونا ثابت ہوا ہے۔ (روح المعانی پ۱۷ ص۹۵)

یہ امر بھی روشن ہے کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل کائنات اور تمام عالم پر فیضِ خداوندی کا واسطہ نہ ہوں۔ اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے۔ بنابریں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم کی اصل قرار پائے تو تمام عالم کے جمیع افراد حضور کی فرع ہوئے۔ پس جس طرح درخت کی ہر شاخ ہر پتے بلکہ اس کے ہر جزو میں اصل ہی کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح تمام جہانوں یعنی ماسوا اللہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی نورانیت اور روحانیت مقدسہ جلوہ گر ہوگی۔ اور عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ قرار پائے گا۔ آیۂ کریمہ کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کرام نے اسی مضمون کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

تمام جہانوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل ممکنات پر ان کی قابلیت واستعداد کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اوّل مخلوقات ہے۔ (کیوں کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے) حدیث شریف میں وارد ہے۔ "اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا"۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام قدست اسرارہم کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔" (روح المعانی پ۱۷ ص۹۶)

تفسیر عرائس البیان جلد دوم ص۱۵ پر ہے۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے" اے صاحب فہم و فراست! اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کریمہ میں) ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوق میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جز سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہٰذا عدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لیے رحمت ہے کیوں کہ (مصدر خلائق وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور اسی کے نور سے ہے۔ لہٰذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا موجب ہے۔ اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے۔ اس لیے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں۔ لہٰذا اس رحمت نے ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضا و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روحِ حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی

جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے تو تمام عالم وجود محمدی سے زندہ ہوگیا۔ اس لیے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔"

(عرائس البیان ج ۲ ص ۵۲)

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسرین سے نقل کی ہے اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ تمام افرادِ ممکنات کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رابطہ اور تعلق ہے۔ جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں اور

جب سب کا ربط حضور سے ہے تو حضور علیہ السلام کسی سے دور نہیں نہ کسی فرد ممکن سے بے خبر ہیں۔ جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روحِ کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرّے میں روحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے غائب ہو کر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

اس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقتِ محمدیہ کو تمام ذرات کائنات میں جاری و ساری بتایا ہے " اس کی اصل یہی آیۂ مبارکہ ہے۔

جب یہ حقیقتِ محمدیہ تمام ذرات کائنات میں موجود ہے تو ہر نمازی کے باطن میں بھی اس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اس لیے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو تو خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایھا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کر۔ چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کتاب المیزان" میں تشہد کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے سیّدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اس لیے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔" (کتاب المیزان صہ ۱۴۵)

اس عبارات میں (شہود) فی تلک الحضرۃ " نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارگاہ ایزدی میں حاضر و جلوہ گر ہونا) اور فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ ابداً۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اور فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ خاص طور پر قابل غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ " السلام علیک ایھا النبی " معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے۔ حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہِ الٰہی میں حاضر نہیں ہوتے " کیسی ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری ہے۔ بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور تاریک خیالی کو قبول کر سکتا ہے۔

اسی مضمون کو حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ اپنی تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہلِ عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیی لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے

ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے بے خبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۰)

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ع ۶ ص ۱۱۱، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۳۲۹، ۳۳۰، زرقانی شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۷۰، سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷، فتح الملہم ج ۲ ص ۱۴۳، اوجز المسالک ج ۱ ص ۲۶۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

مقامِ غور ہے کہ ان تمام کتابوں کے مصنفین اور محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری، امام قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ، امام بدرالدین عینی صاحب عمدۃ القاری، امام زرقانی صاحب شرح مواہب و شرحِ موطا، مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحبِ سعایہ رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ سرگروہِ منکرین و معاندین صاحب فتح الملہم و اوجز المسالک، سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر یعنی نمازی جب دربارِ الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرمِ حبیب میں حاضر پاتا ہے۔ فوراً عرض کرتا ہے: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا۔ انہوں نے حاضر کے معنیٰ غائب اور اثبات کے معنیٰ نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شومئی قسمت اور کورباطنی

ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے
ان کی زبان و قلم سے بھی فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر صادر کرادیا۔
اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور اپنے حبیب کی تعریف و توصیف منکرین و معاندین
سے بھی کرا لیتا ہے اور جن کے قلوب انکار و عناد کی بیماری سے پاک تھے انہوں نے
پوری وضاحت کیساتھ حق کی تائید فرمائی جس کے ثبوت میں ہم مولانا عبدالحئی
لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت سعایہ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"اہلِ معرفت کے طریق پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ نمازیوں نے جب التحیات
کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لا یموت کی بارگاہ
میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ فرصتِ مناجات سے اس کی آنکھیں
ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ سب کچھ بواسطہ نبیٔ رحمت
اور انہی کی برکت متابعت سے ہے۔ انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر
اٹھائی تو ملک حبیب کی بارگاہ میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً السلام
علیک ایھا النبی کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرے
والد اور استاد قمقام جنہ ناللہ تعالیٰ انہیں دارالسلام میں داخل فرمائے
اپنے رسالہ نور الایمان بزیارہ آثار حبیب الرحمٰن" میں فرمایا "خطاب
تشہد یعنی التحیات میں (السلام علیک ایھا النبی) کہنے کا راز
یہ ہے کہ حقیقتِ محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن
میں حاضر و موجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالتِ نماز ہوتا ہے۔
لہٰذا محلِ خطاب حاصل ہو گیا۔ اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب
ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الٰہی کے حریم میں داخل ہونے
کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کیا گیا۔ حتیٰ کہ اس

نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا "السلام علیک ایھا النبی (اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔")

(سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

حقیقتِ محمدیہ کا موجوداتِ عالم میں جاری وساری ہونا اور ذواتِ مصلین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بنا پر التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کہنے کا حکم دیا جانا ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح نہ صرف مولانا عبدالحی لکھنوی اور ان کے والدِ ماجد و دیگر ائمہ دین نے فرمائی بلکہ بکثرت علماء محدثین و علماء تحقیق نے اس نفس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہلِ سنت پر احسانِ عظیم فرمایا چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے۔ اور بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری وساری ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہیئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔"

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰۱)

بعینہ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد اوّل باب التشہد فی الآخرۃ ص۲۸۱ مطبوعہ علوی لکھنؤ ص۱۷۳ میں موجود ہے اور "مسلک الختام شرح بلوغ المرام" میں ص۲۴۴ پر نواب صدیق حسن خان بھوپالی اشعۃ اللمعات کی یہی عبارت منقولہ بالا تحریر فرماکر ایک شعر بھی لکھتے ہیں :

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

(ترجمہ) (عشق کے راستہ میں قرب و بُعد کے مرحلے نہیں ہوتے۔
میں تجھے ہر جگہ ظاہر دیکھتا ہوں اور تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں)

اس کے بعد علامہ محقق دوّانی رحمۃ اللہ کی مشہور و مستند کتاب "اخلاقِ جلالی" سے اس مضمون کی تائید مزید نقل کرتے ہیں جسے پڑھ کر انشاء اللہ العزیز اہلِ ایمان کے قلوب جلوہ ہائے انوارِ محمدی سے چمک جائیں گے۔

" اس مقام پر تحقیقِ کلام یہ ہے کہ تمام اصحابِ نظر و برہان اور اربابِ شہود و عیاں اس بات پر متفق ہیں کہ بوسیلۂ قدرت و ارادۂ خدائے قدوس امرِ کن فیکون سے سب سے پہلے جو گوہرِ مقدس دریائے غیبِ مکنون سے ساحلِ شہود پر آیا وہ جوہرِ بسیط نورانی تھا جسے حکماء کے عرف میں عقلِ اوّل کہتے ہیں۔ اور بعض احادیث میں قلم اعلیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق اسے حقیقتِ محمدیہ کہتے ہیں۔ اس جوہرِ نورانی نے آپ کو اور اپنے خالقِ بے مثال کو اور ان تمام افرادِ موجودات کو جو بتوسط اس جوہر نورانی کے خالقِ بے مثال سے صادر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ افرادِ موجودات پہلے تھے اور اب ہیں اور آئندہ ہوں گے سب کو جملہ کیفیات کے ساتھ بتمام و کمال جان لیا اور تمام حقائقِ موجودات بطور انطوائے علمی اسی جوہر بسیط نورانی (حقیقتِ محمدیہ) میں مندرج اور مخفی تھیں۔ جس طرح دانہ ایک خاص

طریقہ پر شاخوں پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتا ہے کل افرادِ موجودات اسی ترتیب کے موافق جس کے ساتھ اس جوہرِ بسیط نورانی میں پوشیدہ ہیں۔ کمین گاہِ قوت سے جلوہ گاہِ فعل اور اسرارِ پردۂ غیب سے میدانِ شہود میں (لعبوات) موادِ خارجیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت قدم رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔"

(اخلاق جلالی ص ۲۵۶، ۲۵۷)

اس ایمان افروز بیان سے تصریحاتِ منقولہ بالا کی تائید کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی واضح ہو گئے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل مخلوق ہیں۔
۲۔ حضورؐ عقلِ اوّل اور قلمِ اعلیٰ ہیں۔
۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوہرِ بسیط نورانی ہیں۔
۴۔ حضورؐ تمام کائنات کے حقائقِ لطیفہ کے جامع ہیں۔
۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو تمام و کمال جانتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں
۶۔ تمام موجوداتِ خارجیہ کا ظہور حقیقتِ محمدیہ سے ہوتا ہے حتیٰ کہ ترتیبِ ظہور بھی وہی ہے جو حقیقتِ محمدیہ میں مشہود ہے۔

ان امور کے علاوہ یہ امر بھی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقتِ محمدیہ کوئی امرِ اعتباری غیر واقعی نہیں بلکہ وہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے اور موجود خارجی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جوہرِ بسیط نورانی سے تعبیر کیا گیا ہے اور مراتب وجود سے مرتبۂ وحدت جسے بعض صوفیائے کرام نے بر بنائے مناسبت اپنی اصطلاح

خاص میں حقیقتِ محمدیہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ عبارات منقولہ بالا میں ہرگز مراد نہیں کیونکہ مرتبہ وحدت غیر مخلوق ہے اور حقیقتِ محمدیہ مخلوق جیسا کہ محقق دوانی کی عبارت زیرِ نظر اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ دین و حضرات علماء راسخین رضی اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ مخالفین و معاندین کی منقولہ بالا عبارات صریحہ واضحہ کی روشنی میں کسی منصف مزاج کے دل میں اس امر کے متعلق ادنیٰ تردد باقی نہیں رہ سکتا کہ آیۂ کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین کی صحیح تفسیر وہی ہے جو ہم نے کتب معتبرہ کے حوالہ سے نقل کی جس کی رُو سے حقیقتِ محمدیہ کا ذواتِ عالمین بلکہ تمام ذرات کائنات میں جاری و ساری ہونا ثابت ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغۂ خطاب پکارنا اور السلام علیک ایہا النبی کہنا اسی اصلِ عظیم پر مبنی ہے جس پر آیۂ کریمہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین صاف طور پر دلالت کر رہی ہے۔ نیز یہ اصلِ عظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔

وللہ الحمد!

مقدمات!

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت زندگی کی کہانی کا اختتام نہیں بلکہ حقیقتاً تکمیل ہے۔ موت انسان کو ختم نہیں کرتی بلکہ اسے ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل کر دیتی ہے۔

ذیل میں چند مقدمات پیشِ خدمت ہیں۔ کتاب کو پڑھنے قبل انہیں ذہن نشین کرنا قاری کے لیے تفہیمِ کتاب کا باعث بنے گا۔

مُقَدّمَات

پہلے مسلمان ان کو ذہن میں رکھے بعد میں اس مسئلہ پر غور کرے، بغیر ایمان لانے کے اس کو چارہ نہ ہو گا۔

(۱) عوالم مختلف ہیں۔ اکوان متبائنہ ہیں۔ انسان کا ماں کے پیٹ میں ہونا ایسا نہیں جیساکہ اس کا ہونا دنیا میں ہے کیونکہ دنیا میں آنے کے بعد اگر رحم جیسی تنگ جگہ انسان کو بند کیا جائے تو فوراً مر جائے۔ تو ثابت ہوا کہ ماں کے پیٹ کا ہونا اور ہے اور دنیا میں ہونا اور ہے۔

(۲) عالم فکر عالم دنیا سے زیادہ کھلا ہے۔ کیونکہ انسان جب آنکھ بند کر کے مراقبہ کرے تو عالم فکر عالم دنیا سے زیادہ کھلا نظر آئے گا۔

(۳) عالم نوم عالم فکر سے زیادہ کھلا ہے کیونکہ حالت نیند میں انسان کی رُوح فرش سے عرش تک آتی جاتی ہے اور تمام جہان کی سیر کرتی ہے۔

(۴) عالم نوم سے عالم برزخ زیادہ کھلا ہے۔ کیونکہ روح جب قید جسمانی سے جدا ہوتی ہے تو وہ قوت ملائکہ سے متصف ہو جاتی ہے۔

۱ - رُوح کو طاقتِ جنّی بھی ہوتی ہے

عالمِ برزخ میں جو طاقت روح کو عطا ہوتی ہے اس کو عالمِ دنیا کی طاقت پر قیاس نہیں کر سکتے اور اسی سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گا کہ جب رُوح عالمِ برزخ میں طاقتِ ملکوتی سے متصف ہوتی ہے تو اس کو طاقتِ جنّی بطریقِ اَولیٰ حاصل ہو گی اور جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا طالب ایک مشرق میں ہے اور دوسرا طالب مغرب میں ہے اور دونوں طالب جن کی حاضری چاہتے ہیں۔ وہ جن دونوں کے پاس ایک وقت میں حاضر ہو جائے گا۔ جن کو طاقت ہے کہ ایک آن میں مغرب میں بھی ہو اور مشرق میں بھی ہو۔

۲ - جن کی طاقت سے وَلی اور نَبی کی طاقت زیادہ ہوتی ہے

اور جن کی یہ طاقت انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیائے عظامؒ کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ کیونکہ انبیاءِ کرام کی طاقتِ مبارکہ بطور خصوصیت اُن کو عطا ہوتی ہے جو کہ دنیا میں اور دنیا کے بعد بحالہٖ باقی رہتی ہے کیونکہ جن کی طاقت بطورِ فطرت ہے اور انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کی طاقت بطورِ کرامت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کمال رکھتے ہیں جو ظاہراً انسانی طاقت سے بالا ہے اور انسانی طبائع سے بالا ہے تاکہ وہ فضائلِ ثقلین کو جمع فرمالیں اپنے اجسامِ مبارکہ میں۔

قرآنِ کریم میں ہے۔

اِنَّہٗ یَرٰاکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔	تحقیق شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔

یہ طاقت جن کو ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ اور یہ طاقت جن کی بطورِ فطرتِ پیدائشی کے ہے۔ اس کی فطرت ہی اس طاقت پر ہوتی ہے اور نبیٔ کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقتِ مبارکہ و دیگر انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام کی طاقتِ مبارکہ دربارِ الٰہی سے عطا شدہ ہوتی ہے بطورِ کرامت بطورِ شرافت بطورِ ولایت بطورِ نبوت جو کہ ہمیشہ کے لیے رہتی ہے

عالمِ حشر و نشر عالمِ برزخ سے زیادہ کھلا ہے اور عالمِ جنت اور عالمِ دوزخ ان تمام عالموں سے زیادہ کھلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کا حلم ان تمام عوالم سے کئی ہزار گنا زیادہ کھلے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام عوالم اس کے فضل کا ایک حصہ ہیں اور اس کے علم کا ایک شمہ ہیں کیونکہ جنت اللہ تعالیٰ کے ثواب کا ایک حصہ ہے۔ دوزخ بھی اس کے عقاب کا ایک حصہ ہے۔

۲- انسان کی تین۳ حیاتیں اور ان کا فرق

(۱) دُنیوی حیات (۲) بَرزخی حیات (۳) اُخروی حیات

اِن مقدمات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا کی حیاتی برزخ کی حیاتی حشر نشر کی حیاتی رُوح کے اعتبار سے متحد ہے مگر طاقت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ سب سے ادنیٰ حیات ازروئے تصرّف اور ادراک و تشکّل کے اعتبار سے حیات دنیاویہ ہے۔ عالم برزخ کی حیات اوسط درجے کی حیاتی ہے جوکہ عالم دنیا سے اعلیٰ اور عالمِ آخرت سے اَدنی ہے اور عالم آخرت کی حیات سب سے اعلیٰ حیات ہے۔ جو رُوح کی طاقت عالم دنیا میں ہے اس سے عالم برزخ کی طاقت کئی گنا زیادہ ہے۔ جو عالم برزخ کی طاقت ہے اس سے عالم آخرت کی طاقت کئی گنا زیادہ ہے

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسئلہ بخوبی سمجھ میں آئے گا اور وہ یہ ہے کہ تمام محدثین، ائمہ، محققینِ امت جیسے علامہ قرطبی، علامہ جلال الدین سیوطی وغیرھما نے فرمایا ہے کہ موت محض معدوم ہونا نہیں ہے۔

۴- موت کیا ہے ---؟

موت کا معنی انتقال کرنا، ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف۔ موت اہلِ برزخ اور اہلِ دنیا کے درمیان ایک حجاب ہے اور یہ موت کے معنی تمام اموات کے لیے ہیں اور ائمہ محققین نے فرمایا کہ ارواح کُل کے کُل لطیف ہیں۔ ثقیل اور کثیف اجسام کی طرح نہیں ہیں اور ارواح جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔

۵۔ اُمّتِ محمّدیہ کی شان

اگر ارواح ماذونہ ہوں باذنہٖ تعالیٰ اور اس معنی میں یہ اُمّتِ محمّدیہ باقی امتوں کی طرح ہے۔ باقی امم موت کے معنی میں ارواح کے سیر کرنے میں امّتِ محمّدیہ کی شریک ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ امّتِ محمّدیہ کے لیے خصوصیات خاصہ ہیں۔ باقی امم سے زیادتی تصرّفاتِ ارواح میں اور طاقتِ ارواح میں جو باقی امم میں نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خاص کیا ہے ایسے خصائص کے ساتھ کہ وہ باقی امم میں نہیں ہیں۔ تو جو امتِ محمّدیہ میں بڑے بڑے اکابر علماء ائمہ ہیں ان کو امتِ محمّدیہ میں بھی باقی امتِ محمّدیہ سے زیادہ خصوصیات ہوں گی۔ جن میں دوسری امتِ محمّدیہ شریک نہ ہوگی۔ جیسے حضور سیّدنا امام اعظمؒ و سیّدنا امام شافعیؒ، سیّدنا امام مالکؒ و دیگر اولیاء جیسے حضور سیّدنا غوث اعظمؒ وغیرہم۔ جس قدر علم اور بزرگی بڑھتی جائے گی اسی طرح یہ خصوصیات بھی بڑھتی جائیں گی

۶۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کمالاتِ عالیہ میں کوئی دوسرا شریک نہیں

یہاں تک کہ تمام کمالات کا خاتمہ حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا۔ اسی طرح تمام خصوصیات تمام تصرفات خاصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہ ہوں گے جن میں مخلوق میں سے کوئی حضور کا شریک نہ ہوگا نہ اولیاء سے نہ صحابہ سے نہ ملائکہ سے نہ انبیاء سے جیسے منصب شفاعتِ مبارکہ صرف حضورؐ کے لیے ہے۔ اور باقی مخلوق کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے ہوگی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اذنِ رب سے ہوگی اور شبِ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرکار موسیٰ علیہ السلام کو ملاحظہ فرمانا جس طرح رب نے ارادہ فرمایا۔ وہ کمالات کی خصوصیات ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ شبِ معراج رب کی ذات کا دیدار فرمانا وہ کمال ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

اس تمہید کے بعد سے عاشق صادق تو اپنے نبی کریم رؤف رحیم کا تصرف تمام عالمین میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیر تمام عالمین میں یقین کرلے گا۔

اب مسلمان غور کرے کہ جب حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا سے پردہ فرما کر عالمِ برزخ میں تشریف لے گئے ہیں تو طاقتِ مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کس قدر مختلف ہوگی۔ ہم یقین اور ایمان سے کہتے ہیں کہ جب حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم دنیا چھوڑ کر عالمِ برزخ میں جلوہ فرما ہوئے تو حضور کی طاقتِ تصرّف اور سیر کا اندازہ سوائے رب کے کوئی نہیں جان سکتا۔

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن عطا فرمایا ہے زمینوں، آسمانوں کی سیر فرمائیں خشکی تری کی سیر فرمائیں۔ جہاں چاہیں جب چاہیں جائیں حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے مقام میں موجود ہوتے ہوئے جو ان کو پکارے نبیوں رسولوں سے فرشتوں سے غلاموں سے ان کو جواب عطا فرماتے ہیں۔ ان کا طالب ان کو رب کے دربار میں حاضر پاتا ہے۔ ان کا زائر ان کو گنبدِ خضریٰ شریف میں جلوہ گر دیکھتا ہے۔ ہر طالب ہر سائل ان کو اپنے مطلوب میں مسئول پاتا ہے۔ ہر عارف کامل اپنے سر میں پاتا ہے اور ہر مفکر اپنے فکر میں پاتا ہے۔

(۸)

سوال!

ایک جسم تمام عوالَم میں کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟

جواب!

ہم کہتے ہیں جس مسئلے پہ دلیل شرعی نہ ہو وہ مسئلہ مردود ہے باطل ہے۔ اور جو نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ مستحق نار ہے اور جو شریعت میں نئی راہ بغیر دلیل شرعی نکالے وہ مردود و ملعون ہے۔
ہم بفضلہ تعالیٰ اس عقیدہ پہ بڑے دلائل قاطعہ نقلیہ و عقلیہ رکھتے ہیں۔ ان دلائل کے بعد مسئلہ حاضر و ناظر میں شک نہ کرے گا مگر بدنصیب گمراہ بے دین۔

حاضر و ناظر کے دلائلِ نقلیہ

(دلیلِ اوّل)

بخاری شریف، مسلم شریف، صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج سرکار موسیٰ کو قبر شریف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ **الیواقیت والجواھر ۲ / ۳۶**

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکار موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب سرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں جلوہ گر ہوئے تو سرکار موسیٰ کو اپنے جانے سے پہلے بیت المقدس میں پہنچے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور پھر سرکار موسیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے معہ دیگر انبیاء کرام مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی اور پھر میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار موسیٰ علیہ السلام کو مع دیگر انبیاء کرام کے بیت المقدس میں چھوڑا۔ جب میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پہ جلوہ گر ہوئے تو پہلے آسمان پہ سرکار آدم علیہ السلام کو پایا، دوسرے پر سرکار عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے پر سرکار یوسف علیہ السلام، چوتھے پر سرکار ادریس علیہ السلام، پانچویں پر سرکار ہارون علیہ السلام، چھٹے پر سرکار موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر سرکار ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔

ملاحظہ ہو شب معراج میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں سرکار

موسیٰؑ کو برزخ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عالمِ دنیا بیت المقدس میں سرکار موسیٰؑ کو مقتدی بنا ہوا ملاحظہ فرمایا۔ چھٹے آسمان پہ عالمِ آخرت میں ملاحظہ فرمایا حضور نبیؐ کریم علیہ السلام نے شبِ معراج ایک جسمِ شریف ایک وقت میں تین عالموں میں ملاحظہ فرمایا۔ عالمِ دنیا، عالمِ برزخ، عالمِ آخرت میں ۔ یہ طاقت سرکار موسیٰؑ علیہ السلام کی ہے جو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یقیناً کم درجہ رکھتے ہیں تو جب وہ ایک وقت میں تین عالموں میں موجود ہیں تو ہمارے نبیؐ کریم علیہ السلام ان سے بطریقِ اولیٰ ہر عالم میں ہر جگہ موجود ہیں کیونکہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر موجود نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء سے الگ علیحدہ خصوصیت نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے حضرت علامہ شیخ نورالدین حلبی فرماتے ہیں لکن یختص نبینا بامتلاء المکون بہ عن موسٰی وعن غیرہ لان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تقرب وترقی لیلۃ الاسراء الی مالا قدرۃ لملک المقرب ونبی مرسل الی الوصول الی تخطیہ خطرۃ عنہ .... الخ

(ترجمہ) تمام عوالم سفلی علوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں۔ حضور ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ خصوصیت خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام سے ہے کیونکہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقامات طے فرمائے جہاں کسی نبی رسول فرشتے کو پہنچنا ممکن نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کمال میں کوئی شریک نہیں۔

(تعریف اہلِ اسلام والایمان بان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان۔) جواہر البحار ۲/ ۱۲۴

(دلیل دوئم)

حدیث ماتقول فی ھذا الرجل لمحمد
(بخاری: ۱۸۳/۱)

پر کلام

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں تو صاحب قبر سے کہتے ہیں ما تقول فی ھذا الرجل" علما جانتے ہیں کہ ہذا اسم اشارہ ہے جس کی وضع حقیقی مشار الیہ محسوس مبصر حاضر کے لیے ہے اور بلا وجہ مراد مشار الیہ ذہنی لینا شارع علیہ السلام کی کلام کو بدلنا جبکہ کوئی استحالہ شرعی نہیں ہے تو کیسے یہ معنی لیے جائیں گے۔ امام نور الدین فرماتے ہیں:

فوجب ان یکون حاضرًا بجسدہ الشریف بلا کلام۔
(تو واجب ہے کہ مسلمان عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم منور کے ساتھ جلوہ گری فرماتے ہیں۔)

یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہ سوال ما تقول فی ھذا الرجل! کیا اس امت کے ساتھ خاص ہے یا نہ۔ اس مسئلہ میں ائمہ محققین کے تین مسلک ہیں:

۱۔ اس بارے میں توقف ہے۔
۲۔ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔
۳۔ عام ہے۔ اس امت اور باقی امم سب کو شامل ہے۔

ھذا ھو الاظھر الاحق کیونکہ میرے حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے الفاظ مبارکہ مطلق ہیں کسی زمانے، کسی مکان، کسی امت کی قید نہیں ـــ
المطلق یجری علی اطلاقہٖ ہے۔ یہ تینوں مسلک حافظ ابن قیم کی کتاب "الروح"
میں دیکھو۔ اور پھر جب یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات
مبارکہ میں فرمائی تھی تو اس وقت بھی مخلوق دنیا سے انتقال کرتی تھی اور جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر نہ ہوئے تھے اس وقت بھی دنیا انتقال کرتی تھی اور
جب سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ شریف ہوا ہے اُس وقت سے ابھی
تک دنیا انتقال کرتی ہے اور سب سے مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُل ہی سوال
ہوتا ہے تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر قبر میں ہر
زمانہ میں بجسمہ الشریف جلوہ گری فرماتے ہیں۔ یہ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ کریم محبوب
عظیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ (کتاب الروح : ۱۷۳)

(دلیل سوئم)

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الیقظة

پر کلام!

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان لی۔ (بخاری ۲/۱۰۳۵)	جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری شکلِ رحمت میں آنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام جلال الدین سیوطی نے فیرانی فی الیقظہ کے تین معنے بیان فرمائے ہیں:
بعض نے فیرانی فی الیقظۃ ای فی القیامۃ مراد لیا ہے اور اس معنیٰ کا رد کیا گیا ہے کیونکہ اس تخصیص میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ قیامت کو جس نے خواب میں زیارت کی وہ بھی اور جس نے نہیں کی وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے پھر تخصیص کا کیا مطلب اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے جو مسلمان میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں ایمان لاتا ہے وہ بیداری میں مدینہ منورہ پہنچ کر ضرور زیارت کرے گا اپنے مرنے سے پہلے۔ اور ایک علماء کے گروہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف اپنے ظاہر پہ ہے۔ جو شخص جس زمانے میں جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارتِ مبارکہ خواب میں کریگا وہ دنیا سے مرے گا نہیں جب تک سر کی آنکھ سے حالتِ بیداری میں زیارت نہ کرے گا۔ یہی قول قاضی ابوبکر ابن العربی نے کیا ہے۔

شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اس حدیث پاک پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:
جو غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے کیا وہ بیداری میں ضرور دیکھے گا! کیا یہ حدیث اپنے ظاہر پہ ہے؟ مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے حالتِ ظاہری میں یا دنیا سے پردہ کے بعد بھی یا خاص ہے حیاتِ ظاہری دنیاوی کیساتھ اور پھر یہ زیارتِ خاص اولیاء کرام اہل اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ شیخ فرماتے ہیں الحدیث لیعطی العموم حدیث شریف سے عموم نکلتا ہے اور جو حدیث کو خاص کرتے ہیں انہوں نے تعسف سے کام لیا ہے اور بعض لوگوں نے عموم پر یقین ہی نہیں کیا اور اپنی عقل سے کہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا سے پردہ ہو چکا ہے تو مسلمان زندہ دنیا میں کیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ سکتا ہے بیداری میں! یہ نہیں ہو سکتا۔

شیخ نے ایسے لوگوں کا رد بلیغ فرمایا ہے فرمایا حدیث کو خاص کرنے میں دو خرابیاں ہیں :

پہلی خرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان نہ لانا ہے جن کی شان

وَمَا ینطق عن الھویٰ ہے ۔

دوسری خرابی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہالت ہے، اس کو عاجز ماننا ہے ۔ کیا اس نے سورۃ بقرہ میں بقرہ کے قصہ کو نہیں دیکھا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے: اضربوہ ببعضھا کذلک یحیی اللہ الموتیٰ ۔ اور قصہ سرکار ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں والا نہیں سنا ہے اور قصہ سرکار عزیر علیہ السلام کا نہیں پڑھا ہے ۔ اللہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ مُردے کو گائے کے گوشت کے چھونے سے اس کی حیات کا سبب بناتا ہے اور سرکار ابراہیم علیہ السلام کی ندا جانوروں کی حیات کا سبب ہے اور سرکار عزیر علیہ السلام کا تعجب ان کی حیاتی اور ان کے گدھے کی حیات کا سبب ہے سو سال کے بعد اور وہ اللہ قادر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا سبب بنا دے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا ۔

حضرت علامہ شیخ ابن ابی جمرہ نے بعض صحابہ سے ذکر کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ خواب میں فرمائی اور پھر اس حدیث کو یاد فرمایا ۔ اس میں بڑا تفکر کیا اور حضرت ابن عباس سرکار ام المومنین سرکار میمونہؓ کے پاس تشریف لے گئے ۔ اپنے خواب کا سارا قصہ بیان کیا سرکار میمونہ کھڑی ہوئیں ۔ اندر حجرے سے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ مبارک لے آئیں ۔ سرکار ابن عباس فرماتے ہیں میں نے آئینہ دیکھا ۔ آئینہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل نورانی نظر آ رہی تھی ۔ میری شکل آئینہ میں نظر نہ آتی تھی ۔ اور پھر نقل فرمایا سلف خلف سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور

اس حدیث پر ایمانِ صادق رکھتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے۔ اپنی کئی ایک مشکلیں حل کروائیں۔ کیونکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا منکر ہے دو حال سے خالی نہیں ـــــ یا تو اولیاء کرام کی کرامت کا قائل ہے یا منکر ہے۔ اگر منکر ہے تو اس سے ہماری کلام ہی نہیں کیونکہ وہ حدیث صحیح مضمون کا منکر ہے۔ اگر کرامت کا قائل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بھی کرامت ہے۔ کیونکہ اولیاءِ کرام بطورِ کرامت عالم علوی سفلی میں ایسی بہت سی اشیاء ملاحظہ کرتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کرتے۔ ... انتہی کلام۔

قول سیدی ابن ابی جمرہ شارح بخاری کے بارے میں شیخ امام جلال الدین فرماتے ہیں ان ذلک عام دلیس بخاص یعنی سرکار ابن ابی جمرہ کا فرمانا "یہ حدیث عام ہے خاص نہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ جس مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے وہ مسلمان ضرور بالضرور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں سر کی آنکھ سے دیکھے گا اگرچہ ایک مرتبہ ہی سہی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ جب حضورؐ نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمالیا ہے تو عام مسلمانوں کو یہ سعادت وقت مرنے کے (نزع کے وقت) نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان کا روح جسم سے نہیں نکلے گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آنکھ سے بیداری میں نہ کرے۔ وفاءً بوعدہ الشریف۔ انتہی کلام السلام۔

(السیوطی بلفظ فی تنویر الحلک)

اولیاء کرام کا میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا اکثر دفعہ ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت !

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تو ایک اعرابی آیا۔ اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ڈال دیا اور قبر شریف کی مٹی لے کر اپنے سر پہ ڈالی اور زبان سے عرض کیا: یا رسول اللہ ہم نے آپ کا قرآن پڑھا اور اس میں حکم ربی پڑھا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.	ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت
(النساء ۶۴)	توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میں نے اپنی جان پر ظلم کئے ہیں اور آپ کو بخشوانے والا پاتا ہوں۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی

قد غفر لك.	جا تیری بخشش ہو گئی۔

تفسیر ابن کثیر: (۵۲۰/۱)

سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام اجل امام عماد الدین اسمٰعیل بن جبتہ اللہ بن باطیس کا عقیدہ اولیاء کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پلانا !

عبد اللہ بن سلام صحابی فرماتے ہیں کہ میں سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس

محصوری کے دنوں میں گیا۔ سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوخہ میں جلوہ گر دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عثمان! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے۔؟
میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"
فرمایا: "تو پیاسا ہے؟"
میں نے کہا: "ہاں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔"

پھر حضور نے میری طرف ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس سے میں نے پیٹ بھر کر پانی پیا۔ اب تک اس کی سینے میں ٹھنڈک پاتا ہوں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو دشمنوں پر فتح پاؤ اور اگر چاہو ہمارے پاس شام کو روزہ افطار کرو۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کے پاس ہی روزہ افطار کروں گا۔ چنانچہ اسی دن حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت ہوئی۔

(الحاوی للفتاوی: ۲/۲۶۲)

ملائکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو سلام کرنا

سرکار عمران بن حصین سے ملائکہ کرام سلام فرماتے تھے۔
یہ حدیث مسلم شریف میں موجود ہے اور علامہ قرطبی مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں ملائکہ کرام کا سلام فرمانا سرکار عمران بن حصین کو بطور اکرام و احترام کے ہے اور اس سے ولی کی کرامت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ حضور سیدی امام المحدثین امام نووی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرح مسلم میں یہی فرماتے ہیں اور اس حدیث کو حضرت حاکم الحدیث نے مستدرک میں نقل فرمایا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل فرمایا اور حافظ ابنِ اثیر نے کتاب النہایہ میں نقل فرمایا وَاَخرج ابن سعید فی الطبقات عن قتادہ ان الملائکۃ کانت تصافح عمران بن حصین ملائکہ کرام سرکار عمران بن حصین سے مصافحہ کرتے (التذکرہ : ۱۹۱)

ملائکہ کرام کا غلاموں سے مصافحہ کرنا

حضرت محدّث ابونعیم دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں: تسلم علیہ الملائکۃ من جوانب بیتہ ۔ گھر کے چاروں اطراف سے ملائکہ سرکار عمرانؓ بن حصین کو سلام کرتے تھے۔ حضرت غزالہؓ فرماتی ہیں ہمیں سرکار عمرانؓ نے حکم دیا ہوا تھا گھر کو ہر وقت صاف شفاف رکھو اور ہم لوگ السلام علیکم السلام علیکم کی آواز سنتے تھے ولا نری احدًا اور ہم کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ قال الترمذی ھذا تسلیم الملائکۃ ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ ملائکہ کا سلام تھا۔

(رواہ الترمذی فی تاریخہ وابونعیم والبیہقی فی دلائل النبوۃ)

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت سرکار امام غزالی اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں جب میں علوم ظاہری کی تعلیم سے فارغ ہوا تو میں صوفیائے کرام کے طریقے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ صوفیائے کرام کی سیرت احوال افعال اقوال اعمال دنیا بھر میں سب سے بے نظیر بے مثال ہوتے ہیں کیونکہ صوفیائے کرام کے احوال نورِ نبوت سے مشافہۃً اخذ ہوتے ہیں۔ ھم فی یقظتھم یشاھدون الملائکۃ وارواح

الانبیاء ولیسمعون منھم اصواتاً ویقتبسون منھم فوائد : صوفیاء کرام بیداری میں ملائکہ کرام، انبیاء کرام کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ان سے ہمکلام ہوتے ہیں یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ ان کے احوال کو قلم تحریر نہیں کرسکتی۔

(انتہا کلام حجۃ الاسلام الامام الغزالی قد نقلہ السیوطی فی تنویر الحلک)

قاضی ابوبکر ابن العربی شاگرد رشید امام غزالی کا عقیدہ

قاضی ابوبکر ابن العربی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

"اولیاء کرام کا یہ مذہب ہے کہ جب انسان کو نفس کی طہارت صفائی قلب سے حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے سب علائق وسائط کا انقطاع کلی طور پر ہو جاتا ہے اور کلی طور پر توجہ الی اللہ ہو جاتی ہے تو دل کے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور ولی کامل

رای الملائکۃ وسمع اقوالھم	ملائکہ کرام، انبیاء کرام کو
واطلع علی ارواح الانبیاء	دیکھتے ہیں، ان سے مکالمہ کرتے
وسمع کلامھم رویۃ الانبیاء	ہیں۔ انبیاء کرام ملائکہ کرام کو دیکھنا
والملائکہ وسمع کلامھم	ان کا کلام سننا مومن کے لیے بطور
ممکن للمؤمن کرامۃ للکافر	کرامت ہے اور کافر کے لیے بطور
عقوبۃ۔	حسرت۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علامہ ابن الحاج مالکی کا عقیدہ

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بہت بڑا کام ہے اگرچہ ایسے افراد بہت کم ہیں مگر ہم اہل سنت اس کے منکر نہیں ہیں۔ ہم

اولیاء کرام کاملین رحمھم اللہ اجمعین کے حق میں اس کو مانتے ہیں: (من عقائد اہل السنۃ: ۳۵۴)

دارِ فنا دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُؤیت جو کہ دارِ بقا میں ہیں

صاحب مدخل فرماتے ہیں:

قد انکر بعض العلماء الظاھر رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ و علل ذالک بان قال العین الفانیۃ لا تری العین الباقیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دار البقاء والرائی فی دار الفناء و کان سیدی ابو محمد بن ابی جمرۃ یحل ھذا الاشکال و یردہ بان المؤمن اذا مات یر اللہ وھو لا یموت والواحد منھم یموت فی کل یوم سبعین مرۃ ..... انتھی کلام۔

بعض ظاہری لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حالت بیداری میں کرنے سے انکار کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ فانی آنکھ باقی آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دار البقا میں ہیں اور دیکھنے والا دار فنا میں۔ وہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اس کا جواب حضرت ابو محمد بن ابی جمرہ نے یوں فرمایا ہے کہ مومن جب دنیا سے انتقال کرتا ہے تو ذات باری کو دیکھتا ہے جو کہ دائم و قائم ہے اور موت سے پاک ہے۔ اور ولی کامل تو دن میں ستر مرتبہ مر کر جیتے ہیں تو وہ کیونکر نہیں دیکھ سکتے؟ بلکہ دیکھتے ہیں حالتِ بیداری میں۔

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بازری کا عقیدہ

حضرت علامہ شیخ کامل حضرت شرف الدین ھبۃ اللہ فرماتے ہیں :

وقد سمع من جماعۃ من الاولیآء فی زماننا وقبلہ انہم رأوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ حیًا بعد وفاتہ ۔

اور تحقیق سنا گیا ہے ہمارے زمانے کے اولیائے اور پہلوں سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں بعد وصال شریف کے دنیا میں حیات دیکھا۔

وقد ذکر ذالک الشیخ الامام شیخ الاسلام البالبیان بنتا ابن محمد بن محفوظ الدمشقی فی لظمتہ ۔

(تنویر عزی الایمان)

شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی کا عقیدہ

شیخ الاسلام اکمل الدین حنفی تحت حدیث من رانی فی المنام فیسرانی فی الیقظۃ ۔۔۔ الخ فرماتے ہیں :

دو شخصوں کا بیداری یا خواب میں اجتماع بسبب ان کے اتحاد کے ہے اور اتحاد کے پانچ اصول عقلی ہیں (۱) اتحاد ذات میں ہوگا ۔ (۲) صنعت میں ہوگا (۳) حال میں ہوگا (۴) فعل میں ہوگا (۵) مرتبہ میں ہوگا ۔ جس قدر دو شخصوں میں اتحاد ان پانچ اصولوں میں ہوگا اتنا ہی زیادہ ان کا اجتماع ہوگا ۔ ان اصولوں میں جتنا بُعد ہوگا دو شخصوں میں اتنا ہی بُعد ہوگا ۔ اور جن میں اتحاد مکمل ہو جائے ان کی علیحدگی

ایک دوسرے سے محال ہو جاتی ہے۔

من حصل الاصول الخمسة	جس کو اصولِ خمسہ حاصل ہو جائیں اور
و مثبت المناسبة بينه	اس کو مناسبت گزرے ہوئے کاملین
و بين ارواح الكمل	سے ہو جائے وہ جب چاہے بیداری
اجتمع بهم متی شاء۔	میں ان سے ملاقات کر لیتا ہے۔

(شرح المشارق)

شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور امام عبداللہ یافعی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین نے اپنے رسالہ میں اور حضرت عارفِ کامل امام الائمہ امام یافعی مکی یمنی نے روضۃ الریاحین میں فرمایا:

قال الشيخ الكبير قدوة	حضرت شیخ الشیوخ حضرت ابو عبداللہ
الشيوخ العارفين و بركته	قرشی فرماتے ہیں کہ مصر میں سخت
اهل زمانه ابو عبد الله	قحط پڑ گیا۔ میں نے دعا کا ارادہ کیا
القرشی لما جاء الكبير الى	مجھے روک دیا گیا میں نے ملک شام کا
ديار مصر توجهت لان	ارادہ کیا، سفر کیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ
ادعو فقيل لی لا تدع فما	کے مزار شریف پر حاضر ہوا تو حضرت
يسمع لدخل منكم فی هذا	ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
الامر دعا فسافرت الى	میں نے کہا یا نبی اللہ: میری مہمانی
الشام تلقانی الخليل فقلت	آپ کے پاس اہلِ مصر کے لیے دعا
يا رسول الله اجعل ضيافتی	کرنا ہے۔ حضورؑ نے دعا فرمائی۔
عندك الدعاء لاهل	ان کی قحط سالی جاتی رہی۔

المصر فدعاء لهم ففرج الله عنهم ..... الخ

حضرت امام یافعی فرماتے ہیں: ملاقات حق ہے۔ اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل نادان بے وقوف جو اولیاء کرام کے حالات کو نہیں جانتا:

هم يشاهدون فيها ملكوت السموٰت والارض وينظرون الانبيآء احيآء غير اموات كما نظر النبي صلى الله عليه وسلم الى موسٰى عليه السلام فى الارض ونظره ايضاً هو وجماعة من الانبياء فى السموٰت و سمع منهم مخاطبات و قد تقرر ان ما جاز للانبيآء معجزة جاز للانبيآء كرامة بشرط عدم التحدى .... انتهٰى کلام الامام یافعی (روضۃ الریاحین)

اولیاء کرام اپنے احوال میں زمینوں آسمانوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام سے بیداری میں ملاقات کرتے ہیں جیسا کہ حضورؐ نے شب معراج موسیٰؑ کو قبر میں اور پھر ان کو اور باقی انبیاء کرام کو آسمانوں میں ملاحظہ فرمایا۔ ان سے بات چیت فرمائی ـــــ اور یہ عقیدہ اہل سنت کا ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے، ولی کی کرامت بھی بن سکتی ہے ..... الخ

شیخ سراج الدین ابن ملقن کا عقیدہ
اور
حضرت سیدنا غوث اعظمؓ کی شان شریف

حضرت شیخ کامل عارف اکمل محدث اعظم ابن ملقن نے اپنی کتاب ـــ

طبقات الاولیاء میں نقل فرمایا ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظمؓ فرماتے ہیں دیکھا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں ظہر کی نماز سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے وعظ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں عجمی ہوں۔ اہل بغداد عربی بولتے ہیں، میں عربی میں کیسے وعظ کروں ارشاد فرمایا: منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈال دیا۔ ظہر کی نماز پڑھا کر میں منبر پہ بیٹھا۔ مخلوق بے حد جمع ہو گئی تو کیا دیکھا کہ سرکار علیؓ شیر خدا میرے سامنے مجلس میں جلوہ گری فرما رہے ہیں۔ مجھے فرمایا: بچے وعظ کہو۔ میں نے کچھ عذر عرض کیا۔ سرکار شیر خدا نے چھ مرتبہ لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا، آپ نے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالا۔ فرمایا: ادبًا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (روح المعانی ۲۲/۳۵)

حضرت خلیفہ بن موسٰی کی شان شریف!

طبقات الاولیآء میں حضرت خلیفہ حضرت نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں بہت دفعہ دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا تمام کاروبار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر کرتے تھے اور ایک رات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر۷۰ مرتبہ بیداری میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا: اے خلیفہ کئی اولیآء میرے دیکھنے کی حسرت میں مر گئے۔

حضرت شیخ امام الکمال الادفوی کا عقیدہ

حضرت شیخ کمال الادفوی اپنی کتاب المطالع السعید میں فرماتے ہیں حضرت

صفی ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ اسوانی ایہمی جو کہ مرید ہیں حضرت ابو یحییٰ بن شافع کے اور حضرت کے شاگردوں میں اجل المحدثین ہیں جیسے ابن دقیق السعید و ابن النعمان و قطب عسقلانی اتنے بڑے بڑے اکابر محدثین ہیں۔ شراح بخاری ان کی شاگردی کا ناز رکھتے ہیں۔
كان يذكرانه يرى النبى صلى الله عليه وسلم و يجتمع به حضرت صفی کی یہ شان ذکر کی جاتی تھی کہ وہ بہت دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملے ہیں۔

شیخ عبد الغفار بن نوح القوصی کا عقیدہ

حضرت شیخ عبد الغفار بھی حضرت صفی مذکور کی شاگردی کا ناز رکھتے تھے اپنی کتاب الوحید میں فرماتے ہیں:

كان يخبر انه يرى النبى صلى الله عليه وسلم فى كل ساعة حتى لا تكاد ساعة الا و يخابر عنه ..... الخ	انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لمحہ پیش نظر دیکھا۔ اور آپ نے قیامت تک کے بارے میں خبر دے دی۔

(کتاب الوحید)

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت حاضر دیکھنا

(ترجمہ) حضرت شیخ کامل حضرت صفی ہر گھڑی ہر آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے۔ کوئی گھڑی ایسی نہ گزرتی تھی جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خبر نہ دیتے تھے۔

حضرت شیخ ابوعباس مرسی کی شان شریف

حضرت شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں:

كان للشيخ ابى العباس صلة بالنبى صلى الله عليه وسلم اذا سلم على النبى صلى الله عليه وسلم رد عليه السلام. (كتاب الوحيد)

حضرت شیخ ابوالعباس المرسی کا اس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت جواب مشرف فرماتے۔

اولیاء کرام کا میسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت مصافحہ کرنا

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ

حضرت شیخ الاسلام شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ محدث فرماتے ہیں:

قال رجل للشيخ ابى العباس المرسى يا سيدى صافحنى بكفك هذه فانك لقيت رجالا وبلادا فقال والله ما صافحت بكفى هذه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم. (لطائف المنن)

ایک غلام نے سرکار شیخ ابوالعباس سے عرض کیا کہ حضرت اپنے دست رحمت سے مصافحہ فرمائیں کیونکہ آپ نے بڑے بڑے اولیاء کی زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اپنے ہاتھ سے کسی سے مصافحہ نہیں کیا مگر میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مصافحہ کیا کرتا ہوں۔

اولیاء کرام آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب نہیں پاتے بلکہ ہر آن حاضر دیکھتے ہیں ــــ!

حضرت شیخ تاج الدین فرماتے ہیں :

قال الشیخ ابو العباس	حضرت شیخ ابو العباس مرسی فرماتے ہیں کہ
المرسی لو حجب عنی	اگر ایک آنکھ کا پل جھپکنے بھر حضور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو
وسلم طرفۃ عین ماعددت	جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں
نفسی من المسلمین ۔ الخ	میں شمار نہیں کرتا ۔

(لطائف المنن)

شیخ عبد الرحیم قناوی، شیخ احمد رفاعی، شیخ ابو العباس بلخی

امام جلال الدین سیوطی اور دیگر اولیاء کرام کا عقیدۂ حاضر و ناظر پر اجتماع

ولی کو ولایت، قطب کو قطبیت، اوتاد کو اوتادیت نہیں ملتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر کا آنکھ سے بیداری میں مشاہدہ نہ کر لیں ۔

حضرت شیخ صفی الدین بن ابی منصور اپنے رسالہ میں اور حضرت شیخ عبد الغفار کتاب الوحید میں فرماتے ہیں

عن الشیخ ابی الحسن	شیخ ابوالحسن سے روایت ہے ۔
الونانی قال اخبرنی الشیخ	فرماتے ہیں خبر دی مجھے شیخ ابو العباس

عن الشیخ ابی الحسن الوناتی قال اخبرنی الشیخ ابو العباس قال وردت علی سیدی احمد بن رفاعی فقال لی ما انا شیخک شیخک عبدالرحیم بقنا فسافرت الی قنا فدخلت علی الشیخ عبدالرحیم فقال عرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لا قال روح الی بیت المقدس فحین وضعت رجلی واذا بالسماء والارض والعرش والکرسی مملوۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجعت الی الشیخ فقال لی عرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت نعم قال الآن کملت طریقتک لم تکن الاقطاب اقطابًا و اوتادًا و الاولیاء اولیاء إلا بمعرفتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

(تنویر الحلک)

بلخی نے فرمایا کہ تیرا شیخ میں نہیں تیرا شیخ عبدالرحیم قنا ہے۔ میں قنا گیا۔ شیخ عبدالرحیم کے پاس حاضر ہوا تو شیخ نے مجھے کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا بیت المقدس جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کر آؤ۔ میں بیت المقدس گیا جب میں نے بیت المقدس میں اپنا قدم رکھا تو دیکھتا کیا ہوں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں عرش وکرسی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں۔ خدا کی خدائی میں کوئی جگہ حضورؐ سے خالی نظر نہیں آتی۔ میں شیخ کے پاس آیا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہوئی؟ عرض کیا کہ پہچان ہو گئی۔ فرمایا اب تو کامل اکمل طریقے کا مسلمان بن گیا ہے۔ اور کوئی قطب نہیں ہوتا اور کوئی اوتاد نہیں نہیں ہوتا اور کوئی ولی نہیں ہوتا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان سے

شیخ نورالدین حلبی کے رسالہ کی عبارت ــــ ائمہ محققین اور محدثین اہلِ سنّت کا اجماع!

حضرت شیخ المحدثین امام اجل شیخ علی نورالدین حلبی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

والذی تقول ان شاء اللہ	کہ ہمارا عقیدہ اہلِ سنّت کا ایسا ہی
ان الامر کما قال جلال السیوطی	ہے جیسا علامہ جلال الدین السیوطی رح
وا خص من ذلک وان الذی	نے فرمایا ہے اور جو میں عقیدہ رکھتا
لمداہ ان جسدہ الشریف	ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
لا یخلو منہ زمان ولا مکان	علیہ وسلم کے جسم شریف سے نہ کوئی
ولا محل ولا امکان ولا عرش	زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل
ولا لوح ولا کرسی ولا برد	نہ مکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم
لا بحر ولا سہل ولا عرہ	نہ خشکی نہ تری نہ نرمی نہ سختی نہ برزخ
لا برزخ ولا قبر۔ الخ۔	نہ قبر...... الخ

(جواہر البحار: ۲/ ۱۱۳)

قاضی خان کی عبارت کا جواب

وہ یہ ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور کہے کہ میں نے نکاح کا گواہ خدا اور رسولؐ

کو بنایا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے   مسئلہ نکل آیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
حاضر ناظر جاننے وہ کافر ہو جاتا ہے ـــــ

حضرت علامہ امام اجل امام الائمہ حضرت جلال الدین السیوطیؒ نے   قاضی خان کی عبارت کا جواب "تنویر الحلک" شریف میں فرمایا کہ قاضی خان کی عبارت کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر کافر ہوا ہے۔ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر تو ہیں تو پھر کافر کیوں ہے۔؟ فرمایا:

کیونکہ اس قول کے ضمن میں ایک حدیث متواتر کا انکار کر رہا ہے: (لا نکاح اِلّا بشھودٍ) لہٰذا کفر" حدیث متواتر کے انکار کی بنا پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے کی بنا پر نہیں اور حدیث متواتر کا منکر یقیناً کافر ہے۔

شیخ عبد اللہ دلاصی کا عقیدہ:

اولیائے کرام کا خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمانا

شیخ عبد الغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں:

ممن رأيته بمكة الشيخ	حضرت شیخ عبد اللہ دلاصی کو میں
عبد الله الدلاصي اخبرني	نے دیکھا کہ ساری عمر میں ایک ہی
انه لم تصح له صلاة في	نماز پڑھی ہے اور وہ یہ کہ میں مسجد
عمره الا صلوة واحدة	خانہ کعبہ میں صبح کی نماز میں تھا۔
قال و ذالك اني كنت	جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں
بالمسجد الحرام في صلوة	نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھے
الصبح فلما احرم الامام	ایک وجدانی حالت ہو گئی۔ پس میں

واحرمت اخذتني اخذة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي إماماً و خلفه العشر فصليت معهم وكان ذلك في سنة ٦٧٣ هجري فقرأ صلى الله عليه وسلم في الركعةِ الاولى سورة المدثر في الثانية عم يتساءلون الخ ۔

نے اس حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام بن کر نماز پڑھا رہے ہیں ۔ صحابہ عشرہ مبشرہؓ حضورؐ کے مقتدی بن کر نماز پڑھ رہے ہیں اور میں بھی نماز میں شریک ہوگیا ۔ یہ واقعہ ۶۷۳ ہجری کا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورۃ المدثر، دوسری میں عم یتساءلون پڑھی ۔

حضرت شیخ ابوالعباس الحرار کا عقیدہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولایتیں تقسیم فرمانا

حضرت علامہ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں : فرمایا مجھ سے شیخ اجل شیخ ابوالعباس الحرار نے

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم مرة فوجد قد يكتب مناشير الاولياء بولايته وكتب

میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیاء کرام کے ولایت نامے لکھواتے پایا اور میرے بھائی محمد کا ولایت نامہ بھی ان میں تھا اور

لاخیہ محمد منہم منشورًا الخ۔	بھائی محمد کے چہرے پہ اس قدر نور تھا جس کی وجہ سے ان کی ولایت ظاہر تھی۔

ہم نے شیخ سے سوال کیا نور کا۔ جواب فرمایا:

نفخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجھہ فاثرت النفخۃ ھذاالنور۔	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پہ پھونک ماری تھی۔ یہ نور اس پھونک رحمت کا نشان ہے۔

حضرت شیخ ابوعبداللہ القرطبی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدی علامہ قرطبی کو جو کہ حضرت علامہ قرشی کے مریدوں میں سے ہیں، دیکھا۔ علامہ قرطبی کا قیام اکثر مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔

۱ وکان لہ بالنبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجوبۃ ورد السلام	علامہ قرطبی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر رابطہ کہ وہ سلام عرض کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ارشاد فرماتے تھے اور دیگر مکالمہ بھی ہوتا تھا۔

شیخ ابوالعباس العسقلانی کا عقیدہ

حضرت امام صفی الدین مذکور فرماتے ہیں میں نے مصر میں شیخ ابوالعباس

عسقلانی کی زیارت کی جو کہ حضرت قرشی کے خاص مریدوں سے تھے اور مصر کے بڑے بزرگوں سے تھے وہ آخری عمر میں اکثر مکہ مکرمہ میں ہی رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا:

فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اخذالله بیدك یا احمد ولا بال ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ہے ۔

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر حدیث کی صحت معلوم کر لینا!

عن بعض الاولیآء انه حضر مجلس فقیه فروی ذالكُ الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه ومن این کذا هذا؟ فقال هذا النبی صلی الله علیه وسلم واقف علی رأسك یقول انی لم اقل هذا الحدیث وکشف الفقیهِ

بعض اولیاء کرام ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر تھے ۔ اس فقیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ۔ ولی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے ۔ فقیہ نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے ؟ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم تیرے سر پہ قیام فرما ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں فرمائی ۔ فقیہ کو ولی کی برکت سے کشف ہو گیا

فراٰہ صلی اللہ علیہ وسلم	اس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کر لی ۔

محدث ابن الفارس کا عقیدہ
ولی اللہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنانا اور بحالتِ نماز میں معانقہ کرنا!

حضرت محدث امام ابن الفارس فرماتے ہیں : میں نے حضرت شیخ وقت حضرت علی سے سنا کہ میں پانچ سال کا تھا اور قرآن کریم اپنے استاد حضرت حضرت یعقوب کے پاس پڑھتا تھا :

فاتیتہ یومًا فرأیت صلی	میں ایک روز استاد کے پاس
اللہ علیہ وسلم یقظۃ لامنامًا	حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ
وعلیہ قمیص ابیض	علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا ۔
قطن ثم رأیت القمیص	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قمیص
علی فقال لی اقرأ فقرأت	رحمت سفید رنگ کی تھی ۔ پھر
علیہ سورۃ والضحٰی و	میں نے قمیص کو اپنے اوپر دیکھا
الم نشرح ثم غاب عن فلما	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
بلغت احدی وعشرین	قرآن سناؤ ۔ میں نے سورہ والضحٰی
سنۃ احرمت لصلوۃ	اور الم نشرح سنائی ۔ حضور صلی اللہ
الصبح بالقرقہ فرأیت	علیہ وسلم پھر تشریف لے گئے ، جب
النبی صلی اللہ علیہ	میں اکیس سال کی عمر کو پہنچا تو قرافہ
وسلم قبالۃ وجہی فعانقنی	موضع میں میں نے صبح کی نماز کا

فقال لی و اما بنعمة ربك فحدث ۔

تحریر باندھا ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چہرے کے سامنے جلوہ گر پایا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا رب کی نعمت کا خوب ذکر کرو ۔

(المنح الالٰھیہ فی مناقب السادات الوفائیہ)

حضرت شیخ احمد رفاعی کا عقیدہ

فی بعض المجامیع حج سیدی احمد الرفاعی فلما وقف تجاه الحجرة الشریفة انشد فی حالة الوجد
روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی فهی
نائبتی وهذه نوبة
الاشباح قد حضرت
فامدد یمینك کی تحظی
بها شفتی فخرجت
الیه الشریفة من
القبر الشریف فقبلها
...... الخ ۔

بعض مجامیع میں ہے کہ جب حضرت شیخ احمد رفاعی نے حج فرمایا تو مدینہ منورہ میں حاضری دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں شعر عرض کئے یا رسول اللہ جب ظاہرا دور تھا تو میں اپنی روح کو سرکار کی قدمبوسی کے لیے مدینہ منورہ بھیجتا تھا اور اس بار جسم کی حاضری ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا دستِ رحمت دراز فرمائیے تاکہ میں دستِ رحمت کو چوم لوں ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ رحمت گنبدِ خضرٰی سے باہر نکل آیا ۔

اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

شیخ برہان الدین بقاعی، شیخ امام ابوالفضل نویری اور شیخ سید نورالدین ایجی کا عقیدہ !!

حضرت شیخ برہان الدین بقاعی اپنی کتاب معجم میں فرماتے ہیں:

حدثنی الامام ابوالفضل	کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام
ان السید النور الدین	ابوالفضل نے فرمایا کہ جب سید
الایجی لما ورد الی الروضۃ	نورالدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم
الشریفۃ وقال السلام	کے روضہ اطہر پہ مدینہ منورہ حاضر
علیک ایھا النبی ورحمۃ	ہوئے اور سلام عرض کیا تو حضور
اللہ وبرکاتہ، سمع من	صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر شریف سے
کان بحضرۃ قائلاً من	جواب فرمایا اور سب حاضرین نے
القبر یقول وعلیک	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب
السلام یا ولدی.....الخ	سُنا۔ اے میرے بیٹے تجھ پر سلام!

شیخ حافظ محب الدین بن نجار، شیخ ابواحمد داؤد، شیخ ابوالفرج مبارک بن عبداللہ اور شیخ ابونصر عبدالواحد کرخی کا عقیدہ

قال الحافظ محب الدین	حضرت حافظ الحدیث حافظ محب الدین

بن نجار فی تاریخہ اخبرنی	بن نجار اپنی تاریخ میں فرماتے
ابو احمد داؤد قال اخبرنا	ہیں مجھ کو ابو داؤد نے خبر دی
ابو الفرج المبارک بن	فرماتے ہیں مجھ کو خبر دی حضرت شیخ
عبد اللہ قال حکی شیخنا	ابوالفرج مبارک بن عبد اللہ نے
ابو نصر عبد الواحد الکرخی	فرمایا ہم سے ہمارے شیخ ابو نصر
قال حججت و زرت	عبد الواحد کرخی نے فرمایا کہ میں
النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حج کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فبینا انا جالس عند الحجرۃ	کی بارگاہ عالیہ میں حاضر تھا کہ اچانک
الشریفۃ اذ دخل الشیخ	حضرت شیخ ابو بکر دیار بکری تشریف
ابوبکر الدیار بکری و	لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
وقف بآزاءِ وجہ النبی	کے مواجہہ شریف میں ٹھہر کر ــــ
صلی اللہ علیہ وسلم و	السلام علیک یا رسول اللہ
قال السلام علیک یا رسول	عرض کی تو میں نے حجرہ مبارکہ سے
اللہ فسمعت صوتاً من	وعلیک السلام یا ابوبکر
داخل الحجرۃ و علیک	کا جواب سنا اور حاضرین مجلس نے
السلام یا ابوبکر و سمعہ	بھی سنا۔
من حضر ۔ الخ	

شیخ ابو الحسین محمد بن سمعون البغدادی اور حضرت ابو طاہر محمد بن علی العلان کا عقیدہ!

حضرت ابن باطیس نے مزیل الشبہات میں فرمایا حضرت شیخ ابو طاہر فرماتے

ہیں کہ میں حضرت ابوالحسین بغدادی کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا ۔ اس کی عبارت یہ یہ ہے :

حضرت ابوالحسین بن سمعون فی مجلس الوعظ وھو جالس علی کرسیۃ یتکلم فکان ابوالفتح لقواس جالسًا الی جنب الکرسی فغشیۃ النعاس و نام فامسك ابوالحسین ساعۃ من الکلام حتی استیقظ ابوالفتح ورفع راسہ فقال لہ ابوالحسین رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نومك قال نعم ۔ قال ابوالحسین لذالك امسکت عن الکلام ان تنزعج وینقطع ما کنت فیہ فھذا یشعر بان ابن سمعون رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ و رآہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوالفتح فی نومہ انتھی بلفظہ ۔	میں حضرت ابوالحسین کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا اور وہ منبر پہ بیٹھ کر وعظ فرما رہے تھے ۔ حضرت ابوالفتح قواس منبر کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ ان کو نیند آگئی ۔ حضرت ابوالحسین نے اپنا وعظ بند کر دیا یہاں تک کہ حضرت ابوالفتح بیدار نہ ہوگئے جب وہ بیدار ہوئے ۔ حضرت ابوالحسین نے ان سے فرمایا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں اسی وقت زیارت کی ہے ۔ آپ نے فرمایا ہاں ۔ اس پہ حضرت ابوالحسین نے فرمایا : اسی لیے میں نے وعظ بند کر دیا تھا تاکہ تمہارے زیارت کرنے میں کسی قسم کا خلل نہ آئے ۔ حضرت ابن باطیس فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوالحسین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اور حضرت ابوالفتح نے خواب میں دیکھا۔

امام ابوبکر بن ابیض ـــــ ۱۰۱

حضرتِ ابوالحسن بنان حمال زاہد کا عقیدہ!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غلاموں کے پاس تشریف لیجانا

حضرت علامہ ابوبکر بن ابیض نے اپنی جزء میں نقل فرمایا کہ میں نے حضرت ابوالحسن بنان حمال زاہد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: مجھ سے بیان کیا میرے بعض اصحاب نے کہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ ابنِ ثابت کے نام سے مشہور تھے،

هو قد خرج من مكة الى المدينة المنورة ستين سنةً ليس الا للسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم ويرجع فلما كان فى بعض سنين تخلف لشغل او سبب فقال بيناهو قاعد فى الحجرة بين النائم واليقظان اذا رأى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يقول يا ابن ثابت لم تزرنا فزرناك الخ

وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ٦٠ سال تک صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ ایک سال وہ کسی سبب سے حاضر نہ ہو سکے تو وہ اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نہ بیدار تھے نہ نیند میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر دیکھا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے ابن ثابت تم تو ہماری زیارت کے لیے نہیں آئے ہم خود تمہیں ملنے تشریف لے آئے ہیں۔

اولیاء کرام کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

حضرت تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ!

قطبِ وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا

قال بعض التلامذة حججت
فلما کنت فی الطواف رأیت
الشیخ تاج الدین فی الطواف
فنویت ان اسلم علیه اذا
فرغ من طوافه فلما فرغ
من الطواف جئت ولم اره
ثم رأیته فی عرفة کذالک
فی سائر المشاهد کذالک
فلما رجعت الی القاهرة سألت
عن الشیخ فقیل طیّب
فقلت هل سافر قالوا لا فجئت
الی الشیخ وسلمت علیه فقال
لی من رأیت فقلت یا سیدی
رأیتک فقال یا فلان الرجل
الکبیر یملاء الکون لودعی
القطب من حجر لاجاب

حضرت تاج الدین کے بعض مریدوں نے
حج کیا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے
شیخ کو طواف میں دیکھا۔ ارادہ کیا
سلام عرض کروں جب پہنچا تو نہ پایا
پھر اسی طرح مقام عرفات میں شیخ
کو دیکھا۔ منیٰ میں دیکھا۔ مزدلفہ میں
دیکھا۔ حج کے سارے مقامات میں دیکھا
جب قریب جاؤں کچھ نہ پاؤں جب
میں قاہرہ واپس آیا تو لوگوں سے
حضرت کا حال پوچھا۔ لوگوں نے
کہا بخیریت ہیں۔ میں نے کہا حضرت
حج کو گئے تھے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔
پھر میں شیخ کے پاس آیا۔ سلام عرض
کیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا تم نے
کس کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا آپ
کو دیکھا۔ فرمایا اے فلانے ولی کامل

فاذا کان القطب یملاء الکون نسید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من باب الاولیٰ۔

ساری خدائی کو اپنے وجود سے پُر کر دیتا ہے۔ اگر قطبِ وقت کو پتھر سے پکارا جائے قطبِ وقت پتھر سے پکار کا آواز دیں گے۔ تو جب قطبِ وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے خالی ہو سکتا ہے؟

ان تمام اقوال کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں نقل فرمایا: امام سیوطی

کے رسالہ جلیلہ "المنجلی فی تطور الولی" کی نصوصِ مُبارکہ

اب فقیر حضرت سیدی سید العلماء والاولیاء الکاملین حضرت قطبِ وقت علامہ امام اجل امام الائمہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "المنجلی فی تطور الولی" کی عبارات نقل کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ کہ اولیاء کرام ایک وقت میں کئی جگہ ہوتے ہیں، خوب ہی واضح ہو جائے گا۔ جس سے ایمان والوں کے ایمان تازے چہرے نوری ہو جائیں اور بدنصیبوں محروموں مجرموں، بدعقیدہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائینگے۔

سرکار عبدالقادر طشطوطی کا کئی جسموں میں کئی جگہ موجود ہونا۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

رفع الیّ سوال فی رجل حلف بالطلاق ان ولی اللّٰہ الشیخ عبد القادر طشطوطی بات عندہٗ لیلۃ کذا فحلف آخر بالطلاق انہ بات عندہٗ فی تلک اللیلۃ بعینھا فھل یقع الطلاق علی احدھما ام لا فارسلت قاصدی الی الشیخ عبد القادر فسالہ عن ذلک فقال ولو قال اربعۃ انہ بت عندھم لصدقوا ..... الخ۔

مجھ سے سوال کیا گیا ایک آدمی کے بارے میں جس نے طلاق کی قسم کی ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر طشطوطی نے رات میرے پاس گذاری ہے اور دوسرے آدمی نے قسم اٹھائی کہ آپ نے وہ رات تیرے پاس نہیں بلکہ میرے پاس گذاری ہے۔ کیا اب طلاق کسی کی ہو گی یا نہ۔ حضرت امام فرماتے ہیں میں نے اپنا قاصد حضرت شیخ عبد القادر کے پاس بھیجا تاکہ آپ سے یہ بات دریافت کرے۔ تو آپ نے فرمایا اگر چار مسلمان بھی کہتے کہ میں نے ہر ایک کے پاس رات گذاری ہے تو چاروں سچ کہتے ہیں۔

ایک وقت میں ایک وجود کا کئی جگہ موجود ہونا محال نہیں ہے۔

قال سیدی السیوطی فقد ینازع فیھا من یتوھم ان وجود الشخص الواحد فی مکانین فی وقتٍ واحد

علامہ فرماتے ہیں اگر کوئی متوہم وہم کرے کہ ایک شخص کا ایک وقت میں چند جگہ موجود ہونا ممکن نہیں بلکہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے

غیر ممکن بل ھو مستحیل ولیس کما توھمہ ھذا المتوھم من الاستحالہ فقد نص الائمۃ الاعلام علی ان ذالک من قسم الجائز الممکن ۔

کہ متوہم کا وہم غلط ہے کیونکہ بڑے بڑے ائمہ دین کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ممکن اور جائز ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ: ۱/۲۱۷)

اس عقیدہ کے حاملین ـــــ!

(۱) علاء الدین القونوی شارح الحاوی (۲) الشیخ تاج الدین السبکی (۳) کریم الدین الاملی (۴) صفی الدین (۵) ابی المنصور (۶) عبدالغفار بن نوح القواصی (۷) الامام الشیخ الیافعی (۸) الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ (۹) السراج ابن ملقن (۱۰) البرہان الابناسی (۱۱) الشیخ عبداللہ المنوفی (۱۲) الشیخ جلیل المالکی (۱۳) ابوالفضل (۱۴) محمد بن ابراہیم التلمسانی ۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

ذرا غور کرو کہ اس عقیدہ پہ بڑے بڑے علماءِ دین امت ہیں ۔ اکابرِ امت و محدثین و محققین و مفسرین کی تصریحات موجود ہوں تو وہ عقیدہ کیسے شرک ہو سکتا ہے ۔

الحمد للہ رب العالمین

اولیاء کرام کے کئی جگہ موجود ہونے کے دلائل مبارکہ

امام سیوطی فرماتے ہیں :

قال سید السیوطی حاصل ما ذکروہ فی توجیہ ذالك ثلثة امور احدھا انه من باب تعدد الصور بالتمثل والتشکل کما یقع ذالك للجان والثانی انه من باب طی المسافة وزوی الارض من غیر تعدد الخ الثالث انه من باب عظم جثه الولی بحیث ملاء الکون فشاھد کل مکان کما تقرر بذالك شان ملك الموت ومنکر ونکیر حیث یقبض من مات فی المشرق وفی المغرب فی ساعة واحدة ویسال من قبر فیھا فی الساعة الواحدة .... الخ

ائمہ محققین محدثین امت نے اس مسئلہ میں تین مسلک بیان فرمائے ہیں ۔ اوّل یہ کہ جیسے جن کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے ۔ اسی طرح ولی اللہ بھی کئی شکلوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ زمین کو لپیٹ دیتا ہے ۔ دونوں ملکوں یا شہروں یا گاؤں کی زمین ایک ہی بن جاتی ہے ۔ ہر ایک ملک والا اپنی جگہ رہتا ہے جیسے بوقع معراج شریف بیت المقدس کو مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا ۔ تیسرا یہ کہ ولی کا جسم شریف بڑھ جاتا ہے ۔ اس طرح یہ کوئی مکان ولی کے جسم سے خالی نہیں رہتا پس ہر جگہ ولی اللہ نظر آنے لگتا ہے جیسا کہ یہ تقریر حضرت ملک الموت اور منکر نکرین کے بارے میں

کی گئی ہے کہ وہ ایک ہو کر مشرق مغرب میں ایک ہی وقت میں روح قبض کرتے ہیں اور منکر نکیر ایک وقت میں کئی ملکوں میں کئی قبروں میں سوال کرتے ہیں۔

(المنجلی فی تطور الولی الحاوی للفتاوی ۱۱/۲۱۷)

ولی کے کئی جگہ موجود ہونے پر ائمہ دین کی عبارات!

امام قونوی کی عبارت

حضرت شیخ المحققین شیخ المحدثین امام علاء الدین قونوی اپنی کتاب 'الاعلام' میں فرماتے ہیں:

فی الممکن ان یخص اللہ تعالیٰ بعض عبادہ فی حال الحیاۃ بخاصیۃ لنفسہ الملکیۃ القدسیہ و قوۃ لھا۔ یقدر ھا علی التصرف فی بدن آخر غیر بدنھا المعھود مع استمرار تصرفھا فی الاول وقد قیل فی الأبدال انھم انما

یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص کر لے اپنے بعض بندوں کو ان کے نفس کی پاکی کی وجہ سے صفتِ ملکیہ کے ساتھ اور ایسی طاقت کے ساتھ خاص کر لے کہ وہ بعض بندے قدرت رکھیں کئی جگہ میں ایک وقت میں موجود ہونے کی اور ہر ایک جسم میں الگ الگ تصرف کریں اور اولیاء کی جماعت ابدال

سمعوا ابدالاً لانهم قد	کا نام اسی لیے ابدال ہے کہ وہ
یرحلون الی مکان ویقیمون	اپنے جسم اصلی کی جگہ دوسرا جسم
فی مکانہم الاول شبحاً آخر	بدل چھوڑ کر جہاں چاہیں آئیں
شبیہا بشبحہم الاصلی	جائیں اور جب جن کو ایک وقت
بدلاً منہ واذ اجاز فی	میں کئی شکلوں میں موجود ہونے
الجن ان یتشکلو فی الصور	کی طاقت ہے تو انبیاء ملائکہ اولیاء
مختلفۃ فالانبیآء و	کو ان سے بطریق اولیٰ طاقت ہے۔
الملائکۃ والاولیآ اولیٰ	
بذالک ....الخ	

عالمِ روح اور عالمِ جسم کے درمیان حضرتِ جبرئیل کا ایک وقت میں کئی جسموں میں موجود ہونا!!

امام قونوی "اعلام" میں فرماتے ہیں:

قد اثبت الصوفیہ	صوفیاء کرام عالمِ مثال کا عقیدہ
عالماً متوسطاً بین	رکھتے ہیں جو کہ عالمِ اجسام اور عالمِ
عالم الاجساد والارواح	روح کے درمیان ہے۔ عالمِ اجسام
سموہ عالم المثال	سے لطیف اور عالمِ روح سے
وقالوا ھو الطف من	کثیف ہے۔ اسی عقیدے پر
عالم الاجساد و اکثف من	ایک روح کا کئی شکلوں میں متشکل
عالم الارواح و بنو علی ذلک	ہو جانا مانتے ہیں۔ ان کی دلیل الخ

فجسد الارواح وظهورها
فی صور مختلفه من عالم
المثال و قد یستأنس لذالک
بقوله تعالیٰ فتمثل لها
بشرًا سویًاo فتکون
الروح الواحدة کروح
جبرئیل علیه السلام مثلا
فی وقت واحد مدبرة لشجله
الاصل ولهذا الشبح
المثالی و ینحل بهذا
ما قد اشتهر نقله
عن بعض الائمة انه
سأل بعض الاکابر عن
عن جسم جبریل علیه
السلام فقال این یذهب
جسمه الاول الذی
سد الافق باجنحته
لما تأی للنبی صلی
علیه وسلم فی صورته
الاصلیة عند اتیانه
الیه فی صورته دحیة

تعالیٰ کا قول فتمثل لها
بشرًا سویًاo ہے جبرئیلؑ
حضرت مریمؑ کے پاس مثال بشری
میں ظاہر ہوئے۔ پس ہوگئی ایک
روح روحِ جبرئیل ایک وقت میں
دو جسموں میں تصرف کرنے والی
ایک اصلی اور ایک مثالی میں اور
اس تقریر سے وہ اشکال بھی حل
ہوگیا جو کہ مشہور ہے کہ بعض
ائمہ نے بعض اکابر مشائخ سے سوال
کیا کہ حضرت جبرئیل کا جسم اصلی جو کہ
تمام فضا کو بھرنے والا تھا وہ
کہاں جاتا تھا جب وہ سرکار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
عالیہ میں دحیہ کلبی کی شکل
میں ظاہر ہوتے تھے اور جو بعض
نے جواب دیا کہ جسم جبرئیل متشکل
ہوکر اس ایک دوسرے میں
چھوٹا سا جسم بن جاتا تھا۔ پھر جب
واپس ہوتے تو پھیل جاتا تھا۔
یہ جواب اچھا نہیں ہے بلکہ

وقد تکلف بعضهم
الجواب عنه بان یجوزان
یقال کان یندمج بعضه
فی بعض الیٰ ان یصغر
حجمه بقدر صورة
دحیة ثم یعود ینبسط
الیٰ ان یصیر کهیئته
الاولیٰ وما ذکره الصوفیه
احسن وهوان یکون
جسمه الاولیٰ بحاله
لم یتغیر وقد اقام
الله له شبحا آخر
وروحه تتصرف
فیها فی وقت واحد
وکذالک الانبیاء ولا
بعد فی ذالک لانه اذا
جاز احیاء الموتیٰ لهم
وقلب لعصاء ثعبانا
وان لقاموهم الله
علیٰ خلاف المعتاد فی
قطع المسافة البعید

محض ایک تکلف ہے بہتر جواب
وہی ہے جو کہ صوفیاء عظام نے
دیا ہے ان کا اصلی جسم اپنی جگہ
رہتا ہے اور مثالی جسم حضرت دحیہ کلبی
کی طرح ہو جاتا ہے۔ روح ایک دونوں
اصلی و مثالی میں تصرف کرتا ہے۔
ایک وقت میں اور اسی طرح انبیاء
کرام کئی جگہ کئی جسموں میں
موجود ہوتے ہیں اور اس میں کچھ
بُعد نہیں۔ کیونکہ جب وہ مردے
زندہ فرماتے ہیں، عصا کا سانپ
بناتے ہیں اور ایک آن میں زمین سے
آسمان کی مسافت طے فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قوت سے
تو یہ بات کیسے منع ہو سکتی ہے کہ
وہ ایک وقت میں کئی جگہ کئی جسموں
میں موجود نہ ہوں اور اسی عالم
امثال کے عقیدے سے بڑے
بڑے مشکل اعتراضات فوراً حل
ہو جاتے ہیں جیسا جنت کی چوڑائی
سات زمین آسمان کے برابر ہے

كما بين السماء والارض
فى الخلقه واحدة الى
غير ذلك من الخوارق
فلا يمتنع ان يخص هم
بالتصرف فى بدنين واكثر
من ذالك وعلى هذا
الاصل تخرج مسائل
كثيرة وتنحل به
اشكالات غيريسيرة
كفى لهم جنة عرضها
السموات والارض
وهى فوق السموات
والارض وسقفها
عرش الرحمن كهف
اراها النبى صلى الله عليه
وسلم فى ارض الحائط حتى
تقدم اليها فى صلاته
ليقطف منها عنقودًا
على ما ورد به الحديث وجوابه

اور عرشِ الٰہی اس کا چھت ہے
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جنت اتنی بڑی کو ارض حائط
میں کیونکر ملاحظ فرما کر اس سے
انگور کے گچھے توڑنے کا ارادہ
فرمایا۔ ہمارے اس جواب
سے بہت سے اشکال رفع ہو گئے۔

(الحاوی للفتاوی: ۱/۱۲۱)

حضرت شیخ قضیب بان موصلی کا کئی شکلوں میں ایک وقت میں موجود ہونا!

انه بطريق التمثل وكما يحكى عن قضيب البان الموصلي وكان من الابدال انه اتهمه بعض من لم يره يصلي بترك الصلاة وشدد النكير عليه في ذالك فتمثل له على الفور في صور مختلفة وقال في اي هذه الصور رأيتني ما اصلي۔ ولهم حكايات كثيرة مبنية على هذه القاعدة وهي من امهات القواعد عندهم والله اعلم۔ انتهى كلام القونوي بحروفه۔

یہ بطور عالم مثالی کے تھا اور اسی طرح حضرت قضیب بان جوکہ ابدالی درجہ کے تھے اس پر بعض منکرین نے سختی سے سوال کیا کہ یہ بے نماز ہیں نماز نہیں پڑھتے تو حضرت قضیب بان فوراً کئی شکلوں میں موجود ہو گئے اور منکر سے کہا تم میرے کس جسم کو بے نماز دیکھتے ہو۔ اور صوفیاء کرام کے بڑے واقعات ہیں جو اسی عالم مثال پر موقوف ہیں اور یہ ان کے نزدیک اہم قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے۔ سرکار قونوی کا حرف بحرف کلام ختم ہو گیا۔

(من عقائد اہل السنۃ: ۲۵۳)

امام تاج الدین سبکی کا عقیدہ!

قال امام الائمۃ تاج الدین
بن سبکی فی الطبقات
الکبرٰی فی ترجمۃ ابی
العباس الملثم کان من
اصحاب الکرامات والاحوال
ومن اخص الناس
بصحبتہ تلمیذہ الشیخ
الصالح عبد الغفار بن
نوح صاحب کتاب الوحید
فی علم التوحید وقد حکی
فی الوحید کثیرا من
کراماتہ من ذالک قال کنا
عندہ یوم الجمعۃ فاشتغلنا
بالحدیث وکان حدیثہ
یلذ للسامع فبینما نحن
فی الحدیث والغلام یتوضاء
فقال لہ الشیخ الی این
یا مبارک فقال لی الجامع
فقال وحیاتی صلیت

سرکار امام الائمہ تاج الدین اپنی
کتاب "طبقات کبریٰ"
میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العباس
ملثم بڑے اولیاء اکابرین میں تھے
اور ان کے محبوب ترین مرید محدّث
عبد الغفار صاحبؒ کتاب الوحید
نے اپنے شیخ کی بہت کرامات
مبارکہ بیان کی ہیں۔ ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ہم لوگ مریدین،
محدثین جمعہ کے دن حضرت کے
پاس حدیث میں مشغول تھے حضرتؒ
کا بیان بڑا ہی لذیذ اور پیارا
تھا۔ ہم لوگ حدیث میں مشغول
تھے کہ ایک لڑکے نے وضو کیا۔
حضرت شیخ نے فرمایا کہاں چلے ہو!
لڑکے مبارک! لڑکے نے جواب
دیا جامع مسجد میں چلا ہوں۔
فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے
اس میں نماز پڑھی ہے۔ پس

فخرج الغلام وجاء	غلام گیا اور آیا اور لوگوں کو جامع
فوجد الناس قد خرجوا	سے نکلتے ہوئے پایا۔
من الجامع قال عبدالغفار	محدث عبدالغفار فرماتے ہیں میں
فخرجت فسألت الناس	فوراً نکلا۔ لوگوں سے سوال کیا:
فقالوا کان الشیخ ابوالعباس	لوگوں نے کہا کہ حضرت الشیخ ابوالعباس
فی الجامع والناس تسلم	جامع میں ہیں اور لوگ ان کو سلام
علیہ فرجعت الیہ	کرتے رہے ہیں۔ میں واپس ہوا
فسألتہ فقال انا اعطیت	شیخ کے پاس میں نے سوال
البدل :.....الخ	کیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے
(الحاوی للفتاوی: ۱/ ۲۱۸)	ابدالی درجہ عطا فرمایا ہے۔ الخ

حضرت امام صفی الدین بن ابوالمنصور کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ امام صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں حضرت شیخ اجل مفرج کا ایک واقعہ اپنے شہر میں اپنے مریدوں کے ساتھ ہوا۔ اُن کے مریدین میں سے ایک حج کو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ کو حج کے دن مقام عرفات میں دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا (مرید نے) کہ شیخ حج شریف کے دن ہمارے پاس اپنے موضع دعا میں کسی دوسری جگہ نہیں گئے۔ ہر ایک مرید نے طلاق کی قسم اٹھالی۔ یہ جھگڑا حضرت مفرج کے دربار میں پہنچا۔ حضرت نے ہر ایک کی تصدیق فرمائی۔ اور نکاح ہر ایک کا بحال رکھا۔

اِس واقعہ پر
امام جلال الدین السیوطی کا تبصرہ

قال سیدنا امام جلال الدین رحمہ
فی المنجلی الولی اذا تحقیق
فی ولایتہ مکن من التصور
فی الصور والاطوار و تظہر
علی روحانیتہ فی حین
واحد فی جہات متعددۃ
فانہ یعلی الطور فی الاطوار
و التلبس فی الصور علی
حکم ارادتہ فالصورۃ
التی ظہرت من رأھا
بعرفۃ حق و صورتہا
التی رأھا اخرلم لفارق
وما بین حق و صورت
کل منھا فی یمینہ حق۔
.....الخ

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے
ہیں کہ ولی جب ولایت پر فائز ہوتا ہے
تو وہ طاقت رکھتا ہے ایک وقت میں
کئی جگہ کئی جسموں میں موجود ہونے
کی اور کئی اجسام کئی اشکال اس
کی روحانیت پر اور ایک وقت میں
کئی جہات متعددہ میں ظہور فرماتے
ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کو کبھی
اطوار میں تطور کی طاقت دی ہے۔
اور کئی صورتوں میں ظاہر ہونے کی
قدرت بخشی ہے اور جو صورت
راوی نے حضرت مفرج کی حج میں
مقام عرفات میں دیکھی حق ہے۔
اور جو دوسری صورت دمامین میں
اسی حج کے دن دیکھی حق ہے ان
دونوں کی قسم کا سچ ہونا حق
ہے...... الخ

امام یافعی کا عقیدہ

قال سیدی الیافعی فی
کفایۃ المعتقد ان قال
قائل تعدد الصور من شخص
واحد محال فالجواب ان
ذالک قد وقع وشوھد
ولا یمکن جحدہ وان یحیر
فیہ العقل من ذالک ما
اشتھر عن کثیر من
الفقہاء وغیرھم ان
الکعبۃ المعظمۃ شوھدت
تعارف بجماعۃ من الاولیاء
فی اوقات فی غیر مکانہ و
معلوم انہا فی مکانہا لم
تعارفہ فی تلک الاوقات
ومن ذالک قصۃ قضیب
البان الذی رویناعن
بعض الاکابر انہ قال ما الشان
فی الطیران انما الشان فی
اثنین احدھما فی المشرق و

حضرت امام الائمہ امام یافعی کفایۃ المعتقد
میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ایک
شخص کا کئی جگہ موجود ہونا محال
ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ محال نہیں ہے
بلکہ یہ واقعہ ہوا ہے مشاہدے میں
آیا ہے اور اس کا انکار محالات میں
سے ہے۔ اگرچہ عقول حیرت
میں ہیں اور اسی مشاہدے میں سے
یہ ہے جو فقہاء کرام محدثین عظام کے
ہاں مشہور ہے کہ خانہ کعبہ اولیاء کرام
کا طواف کرتا ہے ان کے ملکوں میں
دیکھا گیا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ خانہ
کعبہ نے بوقت طواف اولیاء ان کے ملکوں
میں طواف کرتے وقت مکہ مکرمہ بھی نہیں چھوڑا
تھا۔ خانہ کعبہ مکہ مکرمہ میں بھی موجود تھا اور
اولیاء کرام کے طواف میں بھی لگا ہوا تھا۔
اور اسی سے حضرت موصلی کا قصہ اور بعض
اولیاء اکابرین نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی
بڑی بات نہیں کہ ولی ہوا میں اڑ جائے۔

والآخر بالمغرب يشتاق كل منهما الى زيارة فيجتمعان و يتحدثان و يعود كل واحد منهما فی مكانه لم يبرح عنه ـ الخ

بلکہ بڑی بات یہ ہے کہ ایک ولی مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں ہے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ملاقات کا شوق ہوتا ہے۔ وہ آپس میں ملاقات کرتے اور بات چیت کرتے ہیں اور لوگ ان کو اپنی اپنی جگہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے موضع سے کہیں بھی دوسری جگہ نہیں گئے حالانکہ مشرق والا مغرب میں چلا گیا یا مغرب والا مشرق میں چلا گیا ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری کا عقیدہ

قال سیدی امام الیافعی فی روضۃ الریاحین، ذکر بعض اصحاب سھل بن عبداللہ تستری قال حج رجل سنۃ فلما رجع قال اخ لہ رأیتہ سھل بن عبداللہ فی الموقف بعرفۃ فقال لہ اخوہ کنا عندہ یوم الترویۃ

حضرت عارف کامل امام یافعی روضۃ الریاحین شریف میں فرماتے ہیں ذکر کیا حضرت سہل کے بعض مریدوں نے کہ ایک آدمی نے حج کیا۔ جب وہ واپس آیا تو اپنے بھائی سے کہا کہ میں نے حضرت سہل کو مقام عرفات میں دیکھا۔ اس کے بھائی نے جواب دیا ہم لوگ حج کے دن ان کے پاس ان

فی رباطه بباب تستر
فالف باطلاق انه راٰه فی
الموقف فقال له اخوه قم
بنا حتی نسأله فقالو وخلا
علیه وذکرا له ماجری
بینهما وسألا عن حکم
الیمین فقال سهل مالکم
بعض من حاجتها استغفروا
باللہ وقال للحالف امسك
علیك زوجك ولا تخبر
بهذا احدًا ..... الخ

کے گاؤں تستر میں موجود تھے حضرت
کہیں نہیں گئے۔ اس حاجی نے طلاق
کی قسم اٹھائی کہ میں نے حضرت کو حج
میں ضرور دیکھا ہے۔ اس کے بھائی
نے کہا چلو حضرت سے ہی فیصلہ کرواتے
ہیں۔ دونوں ان کے پاس گئے۔ اپنا
قصہ سارا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا
تم کو ان معاملات سے کیا سروکار ہے تم
اللہ اللہ کرو اور حاجی سے فرمایا تمہاری
قسم حق ہے تمہاری بیوی کو طلاق
نہیں ہوئی۔ لیکن کسی کو یہ قصہ مت سناؤ

شیخ خلیل مالکی کا عقیدہ

قال الشیخ السیدی خلیل
المالکی فی کتاب الذی الفه
فی مناقب شیخه الشیخ عبداللہ
المنوفی ما نصه الباب
السادس فی طیی الارض
له مع عدم تحرکه من
ذلك ان رجلا جاء من الحجاز

حضرت شیخ مالکی نے اپنے مرشد حضرت
منوفی کی شان میں ایک کتاب تصنیف
فرمائی۔ اس کے چھٹے باب میں اپنے شیخ
کے کئی جگہ موجود ہونے کی کرامات
نقل فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں ایک آدمی
حجاز سے آیا اس نے شیخ کے متعلق
پوچھا اور ذکر کیا کہ میں نے شیخ کو حج

وسأل عن الشيخ وذكر انه
راٰه واقفاً بعرفة فقال له
الناس الشيخ لم يزل مكانه
فحلف على ذلك فطلع الشيخ
واراد ان يتكلم فاشار
اليه بالسكوت ..... الخ

میں عرفات کے میدان میں دیکھا۔
لوگوں نے کہا شیخ اپنے گھر سے کہیں
نہیں گئے۔ اس نے قسمیں اٹھائیں
حضرت شیخ بھی تشریف لے آئے۔ اس
آدمی نے اس راز کو ظاہر کرنے کا ارادہ
کیا۔ شیخ نے اس کو چپ ہونے کا اشارہ
فرمایا۔

شیخ ابوالعباس مرسی کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا
خانہ کعبہ اولیاء کرام کا طواف کرتا ہے

قال السيدى الشيخ خليل
مالكى فى كتابه عن الشيخ
ابى العباس المرسى انه
طلبه انسان
عنده يوم الجمعة لبعض
الصلاته فانعم له ثم
جاءه له اربعة كل منهم
طلب منه مثل ذلك فانعم
للجميع ثم صلى الشيخ مع
الجماعة وجاء وقعد
بين الفقهاء ولم يذهب

حضرت خلیل مالکی فرماتے ہیں کہ حضرت
شیخ ابوالعباس المرسی کے پاس
ایک آدمی بعد نماز جمعہ کے حاضر ہوا۔
اس نے حضرت کو دعوت دی۔ حضرت
نے قبول فرمائی۔ اس کے بعد چار
آدمی دوسرے آئے۔ انہوں نے
دعوت دی۔ حضرت نے ہر ایک کی
دعوت قبول فرمائی پھر حضرت نے نماز
پڑھی اور آکر علماء محدثین کے
گروہ میں بیٹھ گئے اور حضرت ان
پانچ میں سے کسی کے پاس نہ گئے۔

لاحد منهم واذا بکل جآء من الخمسة یشکر الشیخ علی حضوره عنده۔

اس کے بعد وہ پانچوں آدمی آئے۔ ہر ایک نے حضرت شیخ کا دعوت پر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔

۵

وقد حکی جماعة ان الکعبة رؤیت تطوف ببعض الاولیاء ھذا کلام الشیخ خلیل المالکی وناھیک به امامة وجلالة ..... الخ

(الحاوی للفتاوی: ۲/۲۲۴)

اور جماعت اولیاء سے نقل کیا گیا کہ کعبہ معظمہ کو دیکھا گیا ہے کہ اولیا کرام کا طواف کرتا ہے۔ شیخ مالکی کا کلام ختم ہو گیا ہے۔ تجھ کو اے مسلمان حضرت مالکی کی تحریر کافی ہے۔ کیونکہ ان کی شان امامت جلالت بزرگی کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ

قطب وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے

قال سیدی امام الائمه علامه جلال الدین السیوطی رأیت فی مناقب الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ بعض تلامیذه ان رجلا من جماعة الشیخ

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ تاج الدین کے مناقب میں دیکھا ہے کہ ایک مرید حضور کا حج کر کے آیا اس نے کہا کہ میں نے شیخ کو طواف کرتے وقت مقام ابراہیمؑ میں نماز پڑھتے وقت

حج قال رأیت الشیخ فی المطاف و خلف الامام و فی السعی و فی عرفات فلمّا رجعت سألت عن الشیخ فقیل هو طیب فقلت هل سافر او خرج من البلد فقیل لا بجیث الیہ فسلمت علیہ فقال من رأیت فی سفرتك ھٰذہ من الرجال قلت یا سیّدی رأیتك فتبسم و قال الرجل الکبیر یملاء الکون لو ذعی القطب من حجر الاجاب۔

صفا اور مروہ میں سعی کرتے اور مقامِ عرفات میں بھی دیکھا ہے۔ جب مرید واپس آیا تو لوگوں سے پوچھا شیخ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا بہت اچھا ہے۔ پھر میں حضرت کے پاس آیا۔ سلام عرض کیا۔ حضرت نے پوچھا تو نے اپنے سفر میں کس کو دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور کو دیکھا ہے۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ولی اللہ کے دوست ساری خدائی کو اپنے جسم سے بھرپور کر دیتا ہے۔ اگر قطبِ وقت کو پتھر سے آواز دی جائے تو قطبِ وقت پتھر سے آواز کا جواب دے گا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا

قال صاحب الوحید الالٰھیہ لا یحجب علیھا فھذا عزرائیل علیہ السلام یقبض فی کل ساعتہ

حضرت شیخ وحید فرماتے ہیں کہ عطائے الٰہیہ پر بندش نہیں ہو سکتی۔ یہ حضرت عزرائیل ہیں کہ قبض کرتے ہیں ایک آن میں مخلوق کو تمام عالمین سے

من الخلائق فی جمیع
العالم مالا یعلمه الا الله
وهو یظهر لهم بصور
اعمالهم فی مرائی شتی
وکل واحد منهم
یشهده و یبصره
صور مختلفه... الخ

کہ اس کا شمار رب ہی جانتا ہے اور
حضرت ملکوت ظاہر ہوتے ہیں مخلوق
کے سامنے ان کے اعمال کی صورتوں
سے لائق مختلف صورتوں میں اور
ہر ایک ان کو مشاہدہ کرتا ہے اور
دیکھتا ہے الگ الگ صورت میں۔
(الحاوی للفتاوٰی: ۱/۱۸-۲۱۷)

شیخ سراج الدین ابن ملقن اور غوث اعظم شہنشاہِ بغداد کا عقیدہ

قال سراج الدین فی
طبقات الاولیاء فی احوال
سیدی قضیب بان
موصلی قال سئل عند
الشیخ عبدالقادر جیلانی
فقال هو ولی مقرب ذوحال
مع الله وقدم صدق
عنده فقیل ما نراه یصلی
فقال انه یصلی من حیث
لا ترونه وانی اراه اذا
صلی بالموصل او بغیر

شیخ سراج الدین ابن ملقن طبقات
الاولیاء میں حضرت قضیب بان موصلی
کے حالات میں کہتے ہیں کہ سوال کیا
گیا کہ حضرت سرکار غوث اعظم سے
ان کے متعلق تو آپ نے فرمایا قضیب
بان ولی کامل صاحب حال صاحب
مقام کبیر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہم
نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے۔
حضرت غوث اعظم نے فرمایا جہاں
وہ نماز پڑھتے تھے تم ان کو دیکھ
نہ سکتے تھے اور میں نے ان کو

من آفاق الارض يسجد عند باب الكعبه
(روح المعانی ۲۲/۳۵)

دیکھا ہے جب وہ نماز موصل میں پڑھیں یا زمین کے کسی گوشے میں پڑھیں سجدہ خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر مکہ مکرمہ میں کرتے تھے

حضرتِ قضیب بان کا جسم سے سارا گھر بھر دینا!

وقال ابو الحسن القرشی رأيته فی بيت بالموصل قد ملاه ونما جسده نماءً خارقًا للعادة فخرجت وقد هالنی منظره ثم عدت اليه فرأيته فی زاوية البيت وقد تصاغر حتی صار قدر العصفور ثم عدت اليه فرأيته كحالته المعتادة.... انتهی الكلام۔

حضرت شیخ ابو الحسن قرشی فرماتے رہے کہ میں حضرت بان کو ان کے گھر شہر موصل میں دیکھا کہ بان کا جثہ اتنا پھولا اور بڑا ہو گیا کہ سارا گھر حضور کے جسم سے بھر گیا۔ میں نکل گیا گھر سے ڈرتا ہوا۔ پھر واپس آیا تو آپ کو گھر کے ایک کونے میں چھوٹا سا پایا چڑیا کے قد کے برابر۔ میں پھر نکل گیا۔ اور پھر آیا تو آپ کو (اصلی) حالت میں پایا۔

(الحاوی للفتاوی : ۱:۲۳۸)

شیخ برہان الدین، شیخ ابو العباس بصیر اور شیخ ابو الحجاج اقصری کا
عقیدہ

قال الشیخ برھان الدین فی کتاب تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر من کراماتہ انہ لما قدم مکۃ اجتمع بالشیخ ابی الحجاج الاقصری فجلسا فی الحرم یتذاکران احوال القوم فقال ابو الحجاج ھل لک فی طواف اسبوع فقال ابو العباس ان للہ رجالاً یطوف بیتہٗ بھم فنظر ابو الحجاج واذا بالکعبۃ طائفۃ بھما قال برھان الدین الابناسی ولا ینکر ذالک فقد تضافرت اخبار الصالحین علی نظیر

حضرت شیخ برہان الدین —— اپنی کتاب تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیری کہتے ہیں حضرت ابو العباس کی کرامات میں ہے —— کہ حضرت مکہ شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ابو الحجاج اقصری سے ملے۔ دونوں شیخ مسجد حرم میں جلوہ گر تھے اولیاء کرام کے حالات میں گفتگو فرما رہے تھے کہ وہاں حضرت ابو الحجاج نے حضرت ابو العباس سے پوچھا کہ کہ طواف کے سات پھیروں کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت ابو العباس نے ابو الحجاج کو فرمایا کہ اللہ کے ایسے ولی جن کا طواف خانہ کعبہ کرتا ہے تو حضرت ابو الحجاج

ھذاہ الحکایته۔

کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ دونوں کا طواف کر رہا ہے۔ امام برہان الدین نے فرمایا اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسی کرامت کے بارے میں اولیاء کرام کی خبریں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔

علامہ شمس الدین کا عقیدہ

قال صاحب الوحید من القوم من کان یخلی جسدہ و یصیر کالفخار التی لا روح فیھا کما اخبرنی عیسی بن المظفر عن الشیخ شمس الدین ان اصبھانی وکان عالماً مدرسا وحاکماً بقوص ان رجلاً کان یخلی جسدہ ثلاثۃ ایام ثم یرجع الی حالہ الذی کان علیہ۔ انتھی الکلام

حضرت علامہ امام صاحب الوحید فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام میں سے بعض ولی ہیں جو کہ جسم کو روح سے خالی چھوڑ کر ٹھیکری کی طرح بلا روح کسی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں جیسے کہ مجھے خبر دی عیسیٰ بن مظفر نے امام شمس الدین اصبہانی سے جو کہ عالم مدرس حاکم شہر قوص تھے فرمایا شہر قوص میں ایک ولی تھے جو کہ تین تین دن تک جسم کو روح سے خالی چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جاتے تھے پھر تین تین دن بعد ان کی روح جسم میں اپنی اصلی حالت پر دوبارہ لوٹ کر آتی رہی۔

محدثین مفسرین محققین کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا کئی جگہ موجود ہوتا حق ہے

ان ائمہ کے اسمائے گرامی جو اس عقیدہ کے حاملین ہیں!

ابن جریر ۔ ابن ابی حاتم ۔ ابن المنذر ۔ حاکم المحدیث ۔ ابن العباس ۔ سعید ابن جبیر ۔ حمید بن عبدالرحمٰن ۔ مجاہد ۔ قاسم ابن نبرہ ۔ عکرمہ ۔ محمد ابن سیرین ۔ قتادہ ۔ ابی صالح ۔ شمر بن عطیہ ۔ امام ضحاک ۔ امام حسن رضی اللہ عنہم ۔

قال سیدی الامام جلال	حضرت امام جلال الدینؒ سیوطی فرماتے
الدین سیوطی ومن ذالکؒ	ہیں ہماری دلیل اس مسئلہ پہ ائمہ اجل
ما اخرجہ ابن جریر و	مفسرین محققین محدثین کی تفسیر
ابن ابی حاتم و ابن المنذر	اللہ تعالیٰ کے قول شریف لولا ان
فی تفاسیرھم والحاکم	رأی برھان ربہ کی ہے سرکار
فی المستدرک وصححہ عن	ابن عباس سید المفسرین حبر الامۃ
ابن عباس فی قولہ تعالیٰ	فرماتے ہیں سرکار یعقوب علیہ السلام
لولا ان راء برھان ربہ	سرکار یوسف علیہ کے پاس جلوہ گر تھے
قال مثل لہ یعقوبؑ و	اخرجہ ابن جریر وابن حاتم و ابن
اخرج ابن جریر مثلہ عن	المنذر فی تفاسیرہم والحاکم فی المستدرک
سعید بن جبیر وحمید	وصححہ عن ابن عباس اور ابن جریر نے
بن عبدالرحمٰن ومجاھد	اس کی مثل امام سعید بن جبیر امام حمید

و القاسم ابن ابی نبرہ
و عکرمہ و محمد بن
سیرین و قتادہ و ابی
صالح و شمر بن عطیۃ
والضحاک واخرج عن
الحسن قال الفرج سقف
البیت فرأی تمثال یعقوب
و فی لفظ عنہ قال رأی
تمثال یعقوب علیہ السلام
فہذا القول من ہو۔

بن عبدالرحمٰن امام مجاہد، امام قاسم،
ابن ابی نبزہ، سرکار امام عکرمہ، امام محمد بن
سیرین، امام قتادہ، امام ابو صالح،
امام شمر بن عطیہ، امام ضحاک اور امام
حسن سے تخریج فرمائی۔ پس یہ قول
ان اکابرین امت سلف صالحین کا
دلیل ہے ہمارے مسئلہ کی کہ سرکار
یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب
علیہ السلام کو شہر مصر میں ملاحظہ
فرمایا اور یعقوب علیہ السلام کنعان
میں بھی جلوہ گر تھے۔ ان عبارات
ائمہ محققین مفسرین محدثین سے ثابت
ہوا سرکار یعقوب علیہ السلام کا ایک
وقت میں کئی جگہ موجود ہونا۔

صحاح ستہ سے اس مسئلہ پر دلیل

قال سیدی الامام سیوطی
و من شواہد ما نحن فیہ
اخرجہ احمد و النسائی
بسند صحیح عن ابن عباس
فی قصۃ المعراج نجیئ بالمسجد

امام سید علامہ جلال الدین السیوطی
فرماتے ہیں نسائی میں صحیح سند کے ساتھ
ابن عباس رضی قصہ معراج کے بیان
میں فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں
کہ میں بیت المقدس لایا گیا یہاں تک

وانا انظر اليه حتى وضع دون دار عقيل فنعتـه وانا انظر اليه الحديث فهذا اما من باب التمثيل كما في روية الجنة والنار في عرض الحائط واما من باب طيّ المسافة وهو عندي احسن هنا ومن المعلوم ان اهل البيت المقدس لم يفقدوه تلك الساعة من بلدهم...الخ

کہ دارِ عقیل کے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں نے اس کو بیان کیا اس حال میں کہ میں اس کو ملاحظہ فرما رہا تھا۔ پس یہ بیت المقدس کا آنا یا تو بابِ مثال سے ہے جیسے جنت دوزخ کا دیکھنا عرضِ حائط میں یا طئ الارض سے ہے۔ اور یہی احسن ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ بیت المقدس کے لوگوں نے اس گھڑی میں بیت المقدس کو اپنے شہر سے گم نہ پایا تھا۔ بیت المقدس ایک وقت میں مکہ مکرمہ میں بھی تھا اور ملکِ شام میں بھی تھا۔

یہ تمام دلائل قاہرہ و باہرہ نصوص ائمہ محققین محدثین مفسرین فقہاء کرام و اولیاء عظام کے، فقیر نے حضرت امام الائمہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے رسالہ "جلیلۃ المنجلی فی تطور الولی" سے نقل کئے ہیں۔

امام مالک کا اپنے مقلد علامہ ناصر الدین اللقانی کی قبر میں جلوہ گری فرمانا

حضرت امام المحققین امام الاجل قطب وقت امام عبدالوہاب الشعرانی نے "میزان الکبریٰ" میں اور حضرت امام علامہ یوسف النبہانی نے "جواہر البحار شریف" میں اور

علامہ امام شیخ نورالدین حلبی نے اپنی کتاب " اہل الاسلام والایمان بان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم لایخلو منہ مکان ولازمان " میں سرکار امام مالک کا منکر نکیر کے سوال کے وقت قبر میں موجود ہونا نقل فرمایا :

ان مالکیاً مات فسئل فی القبر فارتج علیہ الجواب فقال میت	ایک مالکی مذہب کا انتقال ہو گیا۔ ان کے نام کی تصریح حضرت امام شعرانی نے میزان الکبریٰ شریف میں فرمائی علامہ ناصر الدین اللقانی" کا انتقال ہو گیا۔ قبر میں سوال کیا گیا۔ کچھ دقت محسوس ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سرکار امام الائمہ امام مالک قبر میں موجود ہیں۔ ان کی طرف سے سوالوں کا جواب عطا فرما رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے
حاضر و ناظر ہونے کے
دلائلِ عقلیہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کی رُوح ہیں

حضرت شیخ علی نور الدین حلبی اپنے رسالہ جلیلہ تعریف اہل اسلام والایمان میں فرماتے ہیں :

لا یخالف احداً من کل موجود	کسی عقلمند کو اس میں خلاف نہ ہوگا
فی انه صلی الله علیه وسلم	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر موجود چیز
روح الوجود وهل رأیت	کی روح ہیں ۔ کیا اے عاقل تجھے یہ بات
وبلغك فی قول مشروح	کہیں معلوم ہوتی ہے کہ کوئی چیز حیات
انه یصح مع الحیاة خلو جزء	بھی ہو اور اس کے بدن کے کسی حصے
من البدن عن الروح ولما	میں روح نہ ہو اور بدن کا حصہ روح
كان النبی صلی الله علیه	سے خالی بھی ہو اور حیات بھی ہو ۔
وسلم روح العوالم العلویه	بلا روح چیز حیات نہیں رہ سکتی
والسفلیه وجب ان لا	اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام
یخلو جزءٌ منها عن جسده	عالمین علویہ سفلیہ کی روح ہیں تو —
الشریف وروحه الزكیه	ثابت ہوا کہ کوئی مکان کوئی زمان
..... الخ ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی

نہیں ۔

من البراهين على ذالك انه
من الممكن المعقول المشاهدة
فى راى العين ان يجعل الله
تعالى بنية محمد صلى الله
عليه وسلم بمكان كمكان جعل
فيه البدر فيراه الذى فى
اقصى المشرق كما يراه الذى
فى اقصى المغرب وهو فرد و
كذالك عين الشمس والزهرة
ولبقية النجوم فانه قد استوى
فى رويتها كل من كان على وجه
الارض لان الله تعالى قد جعل
لها مكان يقتضى ذالك فلا
بدع ان يكون قبر النبى صلى
الله عليه وسلم بطيبة كذالك
ولا غرو فى ان يجعل الله
شبحاً من نبينا صلى الله عليه
وسلم بغير طيبة ايضا يرى
منها يشاهد كذالك ما لم يكن
الرائى اعمى البصيرة فلا يرى

دلائل عقلیہ سے یہ ہے کہ ممکن معقول
آنکھ کا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
نبی کریم کو ایسے مکان میں جلوہ گر
فرمائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کا مکان
بنایا۔ پس دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہر ایک مشرق و مغرب والا جیسے
کہ سورج ستارہ زہرہ باقی ستارے
جو روئے زمین پر ہیں ان کو دیکھتا ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان ہی
ایسا عطا فرمایا ہے جس سے وہ ہر ایک کو
نظر آتے ہیں اور اس میں کونسا بُعد ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ منورہ
ایسے ہی مکان میں ہو جس سے ہر ایک نظر آئے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منور ایسے
مکان منور پر ہو لیکن دل کا اندھا نہ دیکھتا
ہے کسی شے کو نہ ایمان لاتا ہے کسی چیز
پر جیسے کہ آنکھ کا اندھا سورج چاند
ستاروں کو نہیں دیکھتا۔ کیونکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود دیکھنا
دل کے نور ایمان کا کام ہے اور معاذ

شیئاً ولا یومن بشیء کما ان اعمی البصیرۃ یری الشمس ولا البدر ولا نجوم مع کونھا باریۃً بارزۃً ظاھرۃً ......الخ	بے چارے کا تو دل ہی اندھا ہے کیا کرے بدنصیب ہے ۔ (جواہر البحار: ۲/۱۲۳)

دنیا عزرائیل کے سامنے ایک پیالے کی طرح ہے

انہ یجوز ویمکن ویتحقل ان یجعل اللہ تعالیٰ العوالم العلویہ والسفلیۃ بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کجعلہ تعالیٰ الدنیا بین یدی سیدنا عزرائیل فان الملک الجلیل عزرائیل سئل کیف تقبض روح الرجلین حضر اجلھما معًا احدھما فی اقصی المشرق والآخر فی اقصی المغرب فقال ان اللہ تعالیٰ قد ندی	یہ جائز اور ممکن ہے اور عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین علویہ سفلیہ کو میرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا کر دے جیسا کہ اس نے تمام دنیا کو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے کر دیا ہے ۔ کیونکہ حضرت ملک الموت سے سوال کیا گیا کہ آپ دو انسانوں کی روح کیسے قبض کرتے ہیں جب ان کی موت ایک وقت میں ہونے والی ہوتی ہے ۔ ایک مشرق میں ہوتا ہے تو دوسرا مغرب میں ہوتا ہے تو حضرت

لی الدنیا بجمیع اکوانھا فجعلھا بین یدی کالقصعة بین یدی الآکل اتناول منھا ما شئت۔

(طبرانی)

(الحاوی للفتاوٰی: ۱/۱۸-۲۱۷)

عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے پروردگار نے میرے سامنے تمام دنیا کو تمام جگہوں کو لپیٹ دیا ہے اور دنیا کو میرے سامنے ایسا کر دیا ہے جیسے کہ کھانے والے کے سامنے سالن کا پیالہ۔ میں جہاں سے چاہوں پکڑ دوں۔

تمام دنیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ایک ہتھیلی کی طرح ہے۔!

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا و انا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی ھذہ

(مواھب اللدنیہ مع شرح زرقانی ۷/۲۰۴)

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کے بُعد کو دور کر دیا ہے میں تمام دنیا کو نظر رحمت سے دیکھتا ہوں اور جو کچھ واقعات اور معاملات وغیرہ اس میں قیامت تک ہونے والے ہیں، سب کو آنکھ سے دیکھتا ہوں کیسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھتا ہوں۔

سبحان اللہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم کی کس قدر بلند و بالا اور ارفع و

اعلیٰ شان مبارک ہے۔ اس حدیث شریف سے کئی مسائل نکلے اور فوائد ظاہر ہوئے۔ وہ مسائل اور فوائد درجِ ذیل ہیں۔

فوائدِ جلیلہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہٖ حیات ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ الشریف حیات ہیں۔ ان بد مذاہب کا رد ہوا جو معاذ اللہ حیات ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ دیکھنا زندہ کا کام ہے مردہ کا کام نہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرّے ذرّے کے علوم ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام دنیا کے ذرّے ذرے کا علم، دلوں کے خطرات، نیات، ارادات، مخلوق کی حرکات و سکنات، افعال، اقوال اعمال کا علم ہر وقت رکھتے ہیں۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم دائمی ہے!

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ علم اور دیکھنا ہمیشہ ہے۔ اس میں انقطاع نہیں بلکہ پے در پے ہمیشہ لگاتار دیکھتے رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم لوگوں کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔ ہمارا صلوٰۃ و

سلام سنتے ہیں۔ کیونکہ بُعد ہماری طرف سے ہے، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بُعد نہیں ہے۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قُرب و بُعد سے پاک ہیں!

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اعجازی ہے کہ وہاں قُرب و بُعد ہے ہی نہیں بلکہ وہاں عرش، لوح، قلم، کرسی، ساتوں آسمان، ساتوں زمین ایسے قریب ہیں جیسا کہ حضورؐ کا دستِ رحمت قریب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بُعد سے پاک ہیں۔ وہاں سب دنیا یکساں ہتھیلی کی طرح ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی فریاد سنتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی فریاد کو سنتے ہیں۔ کیونکہ حجاب ہماری طرف سے ہے اس طرف سے اصلاً حجاب نہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ہاتھ کی ہتھیلی کے سامنے ہاتھ والا حاضر و موجود ناظر ہوتا ہے اور جب ساری دنیا وما فیہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب دنیا کے سامنے ہر جگہ موجود حاضر و ناظر ہیں۔ جن لوگوں کے دل میں ایمان ہے ان کے لئے یہ کمالاتِ عالیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دل کی ٹھنڈک ہیں۔ بلکہ اس سے بھی ہزارہا درجہ کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھ کر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا عقیدۂ اہل حق ہے!

(۸) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود شاہد و مشہود، حاضر و ناظر ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے مگر حجاب ہماری طرف سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وہی دیکھتا ہے جس کا حجاب اٹھ جائے۔ کیونکہ اُس طرف سے حجاب نہیں بلکہ حجاب اس طرف سے ہے۔ اہل اللہ کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر موجود دیکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونے کا انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے!

جو لوگ دلوں کے اندھے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ وہ بے چارے اندھے ہیں۔ اُن کے دلوں پر حجاب ہیں۔ ثابت ہوا حاضر و ناظر مسئلہ ہی اہل اللہ کا ہے۔ مگر فی زمانہ خشک ملاؤں، دیوبندیوں، نجدیوں، کانگرسیوں، معتزلیوں، خارجیوں کا مسئلہ نہ تھا اور نہ ہے۔ وہ بیچارے اپنے اندھے ہونے کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم دل کے اندھے ہیں۔ کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر موجود ہونے کے منکر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی جہالت!

مولوی رشید احمد گنگوہی مصدق براہین قاطعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان شریف کا ثبوت ملک الموت کے شان پہ قیاس کر کے ثابت کرنا یہ قیاس فاسد ہے۔

کیوں گنگوہی؟ تم سے سینکڑوں سال پہلے ائمہ دین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظمت کو سمجھانے کے لیے سرکار ملک الموت کی شان کا حوالہ دے کر اس پہ قیاس فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار فرمایا ہے یا نہیں۔

یہ ائمہ دین کی کتب کی عبارات گنگوہی دیوبندی کی بے رخی، لاعلمی یا متعصبانہ رویہ کا بین ثبوت ہیں۔

امام سیوطی کا تبصرہ!

قال سیدی الجلی فی	علامہ امام اجل سیدی یحیٰ فرماتے ہیں
رسالتہ المذکورۃ ایضًا	کہ برزخ کے معاملہ کو دوسری کسی
ان امر البرزخ لایقاس	چیز پہ قیاس نہیں کر سکتے۔ کیا نہیں
علی عینہ الا تری الملکی	دیکھتے کہ منکر نکیر اس کے باوجود کہ ان
السؤال مع تناھی عظمھما	کے بڑے بڑے جسم ہیں وہ چھوٹی
فی اضیق اللحود من این	سی لحد میں کیسے آ سکتے ہیں اور کیسے
یاتیان و من این یذھبان	آتے جاتے ہیں اور کیسے دو میتوں
وکیف یسألان میتین	سے سوال کرتے ہیں یا کئی میتوں
او امواتا فی وقت احدھم	سے سوال کرتے ہیں حالانکہ ان

من هو فی اقصی المشرق	میتوں میں سے ایک میت مشرق
ومنھم من ھو فی اقصی	میں اور دوسری میت مغرب میں
المغرب وکیف تخرق	ہے۔ ایک وقت میں، ایک آن میں
باصبعہ فی اللحد طاقۃ	یک زبان ہو کر سوال کرتے ہیں اور
تنفذ الی الجنۃ وطاقۃ	انگلی سے لحد سے ایک کھڑکی جنت
الی النار مع ان الجنۃ	کی طرف کھول دیتے ہیں حالانکہ جنت
فوق السموات والنار	آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ ساتوں
تحت البحر المالح الحق کان	سمندروں کے نیچے ہے تو ہمیں یقین
الحاصل ۔	حاصل ہوا۔
ان اللّٰہ تعالیٰ الرب الحکیم الحلیم	کہ ہمارا رب کریم رحیم حلیم قادر عظیم
القادر العلی العظیم فی قدرتہ	ہے۔ اس کی قدرت میں ہے کہ وہ
ان یعطی سیدنا محمداً	ہمارے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو
صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذی	وہ کمال عطا فرمائے جو اس نے حضرت
اعطاہ لملکی السوال وملک	منکر نکیر اور حضرت ملک الموت کو عطا
الموت وفوق ذلک اذھم دونہ	فرمایا ہے بلکہ ان سے بڑھ کر کمال
لانہم یسئلان عنہ وکان	عطا فرمایا کیونکہ وہ تو حضور صلی اللّٰہ
الجاحد ذلک بعد علمہ	علیہ وسلم کے خدام ہیں وہ تو حضور
بھذا المفاد ضالا کما ضلت	صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرتے
الفلاسفۃ حیث جعلوا	ہیں اور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے
فی سدرۃ بعض المقبورین	حاضر و موجود ہونے پر ان دلائل کے
ذیبقاً ظانین انہ حق	بعد بھی منکر نہ ہوگا مگر بے دین گمراہ

اقعد للسوال فی القبر سوال الزیبق ثم نبعثوا احد ذلك علیه فوجدوا الزیبق لم یسئل و قد تحرز ان شاء الله تعالیٰ من هذه المقالات والاجوبة والسوالات انه صلی الله علیه وسلم بجسده الشریف و روحه لا یخلو منه زمان ولا مکان و لا عصر ولا اوانٌ ... الخ

جیسے کہ فلاسفہ بے دین گمراہ قبر کے سوال جواب کا انکار کرتے ہیں اور حجت یہ کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک میّت کی ناف پر پارہ رکھ دیا کہ جب میّت اٹھے گی، سوال جواب اور عذاب ہوگا، پارہ پگھل جائے گا۔ پھر کچھ دنوں بعد قبر کو اکھاڑ کر دیکھا کہ پارہ اسی طرح میّت کی ناف پہ رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا فلاسفہ نے کہدیا کہ سوال جواب کچھ نہیں ہے۔ اگر سوال جواب و عذاب ہوتا تو پارہ ضرور پگھل جاتا۔ ثابت ہوا کہ سوال جواب نہیں ہے۔ ان مقالات و سوالات وجوابات سے یہ بخوبی واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مکان، کوئی زمان کوئی عصر کوئی اوان خالی نہیں ہے۔

ارواحِ مومنین جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں !!

انبیاء کرام علیہم السلام حج اور عمرہ کرتے ہیں!

تمام دنیا و مافیہا حضور کی رحمت کا ایک حصہ ہیں!

قال سیدی العلامہ حلی

یہ مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہوچکا ہے کہ

فی رسالة المبارکة و قد
استقر الحال ان شاء الله
تعالیٰ ان ارواح المؤمنین
الماذونة تسرح و تمرح
فی الجنة والسموات وتاتی
الی افنیه قبورها الزیارة
اجسادها احیاناً وتدنو
من السمآء الدنیا تجاه
قبورها و ان المومن یعرف
زائره والمسلم علیه وردّ
علیه و ان تلك المعرفة
تزداد و ان الاولیآء والاصفیآء
ازید من علمة المؤمنین
فی ذلك وان العلما العاملین
وشهدآء والصحابة و
والآل والقرابة اقوی
زیادة و تخصیصاً وان
الانبیآء یسیرون فی الکون
باشباحهم وارواحهم
و یحجون یعمرون کما
کانوا احیآء وان النبی صلی

مومنین کی ارواح جنت اور آسمانوں
کی سیر فرماتی ہیں۔ اپنی قبور پہ آتی جاتی
ہیں۔ آسمانِ دنیا کے قریب مقابل
قبور کے ہوتی ہیں اور مومن اپنے زائر
کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے
اور پہچان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ عامہ
مومنین سے اولیآء اصفیآء کی پہچان
زیادہ ہوتی ہے۔ علماء ائمہ دین شہداء
کرام، صحابہ کرام اہلِ بیت کی پہچانے
اولیآء سے زیادہ ہوتی ہے۔ انبیآء
کرام عالم کی مع اجسام مبارکہ کے سیر
کرتے اور عمرہ کرتے ہیں جیسا کہ حیاتِ
ظاہری میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے تمام عالمین علویہ سفلیہ بھرے ہوئے
ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل
المخلوق، افضل العباد ہیں۔

اور تمام دنیا و مافیہا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی بخشش دریائے رحمت کا ایک
قطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم
سے۔

صلی اللہ علیہ وسلم ملاء
العوالم العلویہ والسفلیہ
لانہ افضل عباد اللہ و
عبادہ وان الکون کلہ بما
ھوای و ما عوی من مسطور
انہ لبفضل ربہ تعالیٰ ...الخ

(شرح مسلم للنووی ۲، /۲۲۸)

ملائکہ کرام کے درود پہنچانے کی حکمت!

قال سید العلامہ الجلی لکن
بقی ھنا سوال موجد یجب
الجواب عنہ و ھوانہ و
رد فی صحیح الاخبار ان
اللہ تعالیٰ وکل ملک بقبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یبلغہ الصلوۃ والسلام
من المصلی والمسلم علیہ
فلو کان حاضرًا فی کل مکان
او موجودًا فی کل زمان
او رفع من قبرہ لما
احتاج الامر الی الملک
فالجواب بفضلہ تعالیٰ

حضرت علامہ سیدی جلی فرماتے ہیں
کہ اس جگہ ایک سوال ہے جب تک
اس کا جواب نہ ہو ہمارا مدعا حاصل
نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے کہ حدیث
صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک
فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
شریف پر مقرر فرمایا ہے جو کہ امت کے
صلوٰۃ وسلام پہنچاتا ہے اگر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے
تو فرشتہ کی کیا ضرورت تھی تو جب فرشتہ
ہے تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہر جگہ حاضر نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کہتے ہیں کہ

انك قد علمت ایها السائل
من مفادنا هذا الکتاب
ان القبر الشریفة المنور
الکائن بالمدینة المنورة علی
صاحبه من الرحمٰن الرحیم
افضل الصلوٰة واشرف
التسلیم لیس خلیا عنه
صلی الله علیه وسلم بل هو
ممتلی به سورة الکون
العلوی والسفلی وله
زیادة تخصیص بحلوله
صلی الله علیه وسلم فیه
ودفنه وذلك الشان
اذ من تلك الشؤن
کلها واقوی وصیة
وحینئذ فلکل ملك قلعة
ومحل کرسی لمملکة و
ذالك المحل للنبی صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم
مرطیبة الطیبة والروضة
المشرفة فاذا محل الخدمته

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر
موجود ہیں تو اپنی قبر شریف میں بھی
حاضر ہیں۔ کیونکہ قبر شریف بھی تو ایک
مکان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور خالی
نہیں ہے بلکہ دوسرے مکانوں کی
طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی
حاضر ہیں اور قبر شریف کو باقی دنیا سے
خصوصیت الگ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہیں اور
وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری
دنیا میں سے دفن شریف ہوا ہے۔
اس وجہ سے قبر شریف کی شان وعظمت
باقی دنیا سے زیادہ ہے اور قوی۔ کیونکہ
ہر بادشاہ کا ایک قلعہ پایۂ تخت ہوتا
ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی قبر شریف حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محل شریف پایۂ
تخت خلیفۂ اعظم ذاتِ ربی کا ہے اور
خادموں کی خدمت کا موقع محل شاہی
پایۂ تخت ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ

هو منا فالخدام والطواشية
يخدمون ظاهرًا و باطنة
و قد جعل الله تعالىٰ وظيفة
اداء خدمت التبليغ رذالك
الملك المسئول عنه على
سبيل الاحترام والتوقير
و الا فالذی يقول بان
البعد فی المسافة حجاب
بين صلاتنا و بين سماع
النبی صلی الله عليه و
آله وسلم لها يلزمه
ان القبر الشريف واشان
المعظم و نحو ذالك من
الاشياء الحسيه مانع
من اسماع له صلی الله
عليه و هذا لا يقوله احد
نعلم ان ملازمة الملك انما
هی الاداء وظيفة الخدمته
و لدوام اقامة الناموس
والحرمة و ايضا ملازمة
الملائكة و الخدام هنالك

سے روضہ منورہ کے خادم اور جھاڑو
دینے والے خدام ظاہری خدمت وہیں
بجالاتے ہیں اور ملائکہ کرام بھی خدمت
ظاہری باطنی وہیں بجالاتے ہیں اور
اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی ملازمت
محل شاہی میں بطور اعزاز و احترام
شہنشاہِ انبیاء و دنیا و مافیہا کے دربار
معلی میں یہی مقرر کی ہے ۔ اور فرشتے
کا درود پہنچانا اپنی غلامی کا حق
ادا کرنا ہے ۔ خادم ہونے کی خدمت
بجالانا ہے اس کا درود پہنچانا اس
لئے نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
حاضر نہیں ہر مکان میں اور موجود نہیں
ہر مکان میں بلکہ خادم ہونے کی خدمت
کو ادا کرنے کے لئے ہے اپنا نام
خدام میں تحریر کرانے کے لئے ہیں
ورنہ جو معترض یہ کہتا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم دور سے صلوٰۃ و سلام
نہیں سنتے اور حاضر موجود نہیں ہیں
اس کو یہ بھی چاہیئے کہ یہ کہے کہ روضۂ
منورہ یہ بھی نہیں سنتے کیونکہ روضۂ

لئلا يتعطل محل العهد
بالجسم الشريف من
زيارة و من هذا القبيل
ان الملائكة تعرض اعمال
الامة على نبيها صلى
الله عليه وسلم فى كل
يوم بكرة و عشيا ليس
ذلك لخفائها عليه بل
لاقامة اداء لخدمته ايضا
و لاظهار العدل باقامة
الحجة بشهادة الملك
ايضا و الافكتى بالنبى
صلى الله عليه وسلم ۔
شاهدا و كفى بالله
شهيدا رقيبا الاترى
ان الله تعالى مع احاطة
علمه بالكليات الصادرة
عن عبادة والجزئيات
نصب كراما كاتبين
و بررة سفرة حافظين
الى غير ذلك ... الخ

منورہ پر کتنی عمارات حائل اور جالی
شریف اور زمین حائل ہیں کیونکہ قبر شریف
چوتھے حجرۂ مبارک میں ہے جب
نہ سننے کا سبب دوری ہے تو چار
مکانوں کی دیواریں بھی سبب ہوں
گی نہ سننے کا۔ اور اس کا امت میں
کوئی بھی قائل نہیں ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ شریف
پہ درود شریف نہیں سنتے بلکہ سب
قائل ہیں سننے کے تو جب حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو چار مکانوں کی دیواریں
سننے سے منع نہیں کرتیں۔
تو بعدِ مسافت (دوری) بھی
حضور کو صلاۃ وسلام سننے سے منع
نہیں کرتی تو ثابت ہوا کہ فرشتے کا
درود پہنچانا صرف شاہی اعزاز
کے لیے ہے۔ اور اپنی خدمت کا حق
ادا کرنے کے لیے ہے اور ملازمت
شاہی ملائکہ کرام کی وہاں کرنا اور خدام
کا خدمت کرنا اسی لئے ہے تاکہ دنیا کو
حضورؐ کے پایۂ تخت محل شاہی کی یاد رہے

اور یاد کر کے اپنے شہنشاہِ اعظم صلی اللہ
علیہ وسلم کے محل شاہی کی زیارت مبارکہ
کریں اور حاضری دیں اور اسی طرح
ملائکہ کا صبح و شام حضورؐ کے دربار میں
امت کے اعمال پیش کرنا ہے وہ اس لیے
نہیں ہے کہ حضورؐ کو اعمالِ امت کا علم
نہیں یا اعمالِ امت کو دیکھتے نہیں بلکہ
وہ صرف شہنشاہی اعزاز کے لیے ہے
اور خدام کا خدمت کا حق ادا کرنے کے
لیے ہے اور ملائکہ کی ساری خدمت صرف
حضورؐ کے شاہی اعزاز کے لیے ہے۔
حضورؐ ہر جگہ حاضر ہیں سب کچھ دیکھتے
ہیں سنتے ہیں۔ ملائکہ کی کوئی احتیاج نہیں۔
اے معترض اللہ تعالیٰ تمام جزئی کلی علم
کے باوجود کراماً کاتبین اور دن رات
کے آنے جانے کے لیے مقرر فرمائے
ہیں کیا وجہ یہاں بھی کہہ دے گا کہ وہ فرشتے
کراماً کاتبین اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے حالانکہ وہ
کراماً کاتبین وغیرہ صرف دربار خداوندی
کے اعزاز شاہی کے لئے ہے۔

(الحاوی للفتاوی)
۱/۲۲۲

قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے کی دلیل

قال سیدی العلامه الجلی ان النبی صلی الله علیه وسلم حاضرًا البته ان الله تعالٰی ارسل شاهدًا علی اعمال العباد خیرها و شرها فقال تعالی یایها النبی انا ارسلناک شاهدا و مبشرًا ..... الخ والشاهد لابدان یکون حاضرًا للمشهود علیه و ناظرًا للمشهود الیه فعلم انه کل عالم و حاضرًا فی کل مکانٍ ...... الخ

(روح المعانی ؛ ۵ : ۲۲)

علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً بلاشبہ ہر جگہ حاضر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق کے اعمالِ نیک و بد کا شاہد مقرر فرمایا ہے۔ فرمایا: اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے اور شاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مشہود علیہ کے پاس حاضر ہو اور مشہود الیہ کا ناظر ہو ورنہ شاہد شاہد نہیں تو اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے کوئی مکان خالی نہیں اور کوئی زمان خالی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان و ہر زمان میں بجسمہ الشریف موجود ہیں۔

قیامت کو امت کے شاہد ہونے کا جواب

قال سیدی العلامه الجلی فان قیل قد

حضرت سیدی علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہادت

قال اللّٰــه تعالیٰ فکیف
اذا جئنا من کل امــة
بشهیــد و قال تعــالیٰ
وکـذلكَ جعلناکم امة
وسطاً لتــکونوا شهدآء
علی النــاس۔۔۔۔۔الخ
فقد سوی بین النبی
صلی اللّٰه علیه وسلم
و بین الامة فی المعنی
الشهادة وسوی بینه
و بین الانبیآء فی ذلكَ
المعنی ایضا

دیں گے امت بھی شہادت دے
گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت
میں کیا فرق رہا معاملہ برابر ہوگیا۔
انبیآء کرام علیہم السلام بھی شہادت
دیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
میں اور دوسرے انبیاء کرام علیہم
السلام میں کیا فرق رہا۔ اس سے تو
ہر ایک کا ہر جگہ حاضر موجود ہونا
لازم آتا ہے۔؟

فالجواب ؛
بفضله تعالیٰ انه
لا تسویة لانه والایة
الاولیٰ قال وجئنابكَ
هٰؤلآءِ شهیدا وقال فی
الآیة الثانیه ویکون
الرسول علیکم شهیداً
و ورد ان هذا الامة تشهد
علی جمیع الامم وتشهد

اس کا جواب یہ ہے :
بفضلہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی شہادت میں کوئی شریک نہیں
ہے نہ کوئی امتی نہ کوئی نبی نہ کوئی شہید
پس برابری نہ رہی۔ سوال سرے
سے رد ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں : وجئنا بك علی هٰؤلآء
شهیدا اور ارشاد ربی ہے :
و یکون الرسول علیکم شهیدا

بالتبليغ و نبيها يزكيها
فلا مساواة بأولا احد
في درجته و اما شهادة
الانبيآء فلا اشكال فيها
لانهم شاهدون و
حاضرون حسًا ومعنًا
و الاستشهادة هذه الامة
فانما هي من باب الشهادة
على الشاهد لان الامة
انما تلقت ذلك من
القرآن العظيم الصادق
الوارد على لسان النبي
المصدوق فتبين بهذا
و بانه كان كل رسول
اذا مات انتهت شريعته
و ارسل رسول غيره و
لم يكن نبيًا كذلك بل
شريعته مقررة و دعوته
قائمته باقيه الى يوم
القيامة و معاد بعدها
اذ لا نبي بعده ان شهادته

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ
امتِ محمدیہ تمام امم پر گواہی دیگی۔
اور ان کے انبیآء کرام پر تبلیغ کرنے
کی گواہی دے گی اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں
گے کہ میری امت سچ کہتی ہے تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم امت کے مزکی و
مصدق ہوئے مساوات نہ رہی۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کوئی
دوسرا شریک نہ ہوا لیکن انبیاء کرام
علیہم السلام کی گواہی دینا اپنی اپنی
امتوں پر اس میں کوئی اخفا نہیں۔
کیونکہ انبیاء کرام اپنے اپنے زمانہ میں
اپنی اپنی امت کے پاس حاضر موجود
رہے ہیں سب کچھ معائنہ کیا ہے۔
حسًا و معنیً۔ لیکن امتِ محمدیہ کی
شہادت بذاتِ خود مستقل نہیں ہے
بلکہ یہ شہادت، شہادت علی الشاہد
کے قبیل سے ہے کیونکہ امتِ محمدیہ کی
شہادت صرف اتنی ہے کہ قرآن
کریم پڑھ کر امم سابقہ کے احوال

صلی اللہ علیہ وسلم مقرا
بموجب حضورہ فی جمیع
العوالم وامتلاء السکون و
المکان و الزمان بہ فکان
شانہ فی ھذا المعنی کما
اشرقنا کبدر فی سماء
علو الفضل ونحن تحتہ
سائرون فی ضوء نورہ
حتی دفعنا رؤسنا الیہ
و نحن فی شدۃ العدو او
المشی و التانی ارجلنا
او نمنا او استیقظنا نراہ
معنا فوق رؤسنا ولو
مشینا الی اقصی المشرق
ومشی آخرون الی اقصی
المغرب و ادب آخرون
السفن فی لجج البحار
و معہ آخرون الجبیل
وسلک آخرون القفار
کل رأ بینھم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم حاضرا

معلوم کر کے شہادت دے دی۔
لیکن یہ قرآن کریم تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم پہ نازل و وارد ہوا ہے۔
تو قرآن کریم پہ امت نے ایمان کر
شہادت دی تو یہ شہادت حقیقت میں
حضورؐ جو شاہد علی الاطلاق ہیں ان
پہ ہوئی کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے
وہ حق ہے یہ الشہادت علی الشاھد
کے قبیلے سے معاملہ ہوگیا لھذا امت
کی بذاتِ خود مستقل شہادت نہ ہوئی۔
تو اس سے ظاہر ہوگیا کہ ہر نبی و رسول
جب دنیا سے پردہ فرماتے رہے تو
ان کی جگہ دوسرے انبیاء کو مبعوث
فرمایا جاتا رہا۔ ان دونوں باتوں
سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ
ہمارے نبی کریم کی شہادت نہ امت
کی طرح ہے نہ دیگر انبیاء کرام کی
طرح ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت و رسالت قیامت تک دائم و
قائم ہے اور باقی ہے۔ سرکار اعظم صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی

معهم لحضور البدر
مع هٰؤلاء كلهم ـ
..... الخ

نہیں بلکہ دوسری نبوت کا امکان تک
نہیں تو جب نبوت دائم و قائم ہے
تو شہادت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی دائم و قائم باقی ہے۔ شہادت نبوت
اس لیے دائمی ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہر جگہ ہر زمانہ میں حاضر موجود
ہیں کیونکہ صفت کا دوام بغیر دوام
موصوف محال ہے جب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفت شہادت نبوت
رسالت ہر جگہ ہر مکان ہر زمان
میں موجود ہے تو ثابت ہوا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر مکان
ہر زمان میں حاضر و موجود ہیں ۔
اس کی عالم دنیا میں مثال بطور تفہیم
چاند ہے اللہ تعالیٰ نے چاند کو ایسا
مکان عطا فرمایا ہے کہ ہم اس کے
نیچے اس کی روشنی میں سیر کرتے ہیں
جب ہم سر اٹھائیں چاند کی طرف اگرچہ
ہم تیز رفتار دوڑتے جائیں یا تیزی سے
کچھ کم یا بالکل سُست یا بیٹھیں یا سوئیں
یا جاگیں۔ ہم ان تمام معاملات میں چاند

کو اپنے ساتھ ہی دیکھتے ہیں اگرچہ ہم
مشرق میں چلے جائیں دوسرے لوگ
مغرب میں چلے جائیں کچھ لوگ سمندروں
میں کشتیوں میں سوار ہو جائیں کچھ لوگ
پہاڑوں پر چڑھ جائیں کچھ لوگ جنگلوں
میں چلے جائیں۔ ان سب کے ساتھ چاند
ہر جگہ ہر مکان ہر زمان بحر و بر جبل و سہل
فوق و تحت میں ہر کے ساتھ حاضر و
موجود ہے اسی طرح ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر مکان ہر زمانے
ہر آن ہر لحظہ ہر مقام ہر ایک کے ساتھ
حاضر موجود ہیں۔

یہ دلائل عقلیہ نقلیہ اب تک فقیر نے حضرت علامہ شیخ المحدثین امام اجل امام نورالدین الحلبی کے رسالہ جلیلہ تعریف اھل الایمان والاسلام بان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان سے نقل کئے ہیں۔

ایک اہم سوال !

جو غلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں کیا وہ حضور سیدنا شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی مثال مبارک کو دیکھتے ہیں یا جسم اصلی حقیقی نورانی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتے ہیں ۔ اس کے متعلق اکابرینِ امت کے ارشادات پیشِ خدمت ہیں :

(جواہر البحار : ۲/۱۱۸)

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

قال السیدی الامام الاجل الامام السیوطی اکثرما تقع رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ بالقلب ثم تترقّٰی الیٰ ان یری بالبصر هذا قال القاضی ابوبکر ابن العربی هل الرؤیۃ لذات المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ وروحہ او لمثالہ و بالثانی صرح الامام حجۃ الامام الغزالی۔

حضرت سیدی علامہ السیوطی فرماتے ہیں اکثر اوقات نبی کریم کی زیارت شریفہ بیداری میں دل سے ہوتی ہے پھر ترقی کرتے کرتے آنکھ سے بھی زیارت شریفہ بیداری میں ہوتی ہے کہا پھر زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نورانی اصلی کی ہوتی ہے یا کہ مثال شریف کی۔ دوسرے مذہب مثالی کے قائل امام غزالیؒ ہیں۔

انبیاء کرام زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں

ثم لا یمتنع رؤیۃ ذاتہ الشریفۃ بجسدہ الشریف وروحہ الزکیۃ و ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیهم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی جسم شریف کی زیارت ممتنع نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام مع اجسام اصلیہ کے حیات ہیں اور تمام عالم ملکوتی علوی سفلی ارضی سماوی

ارواحهم بعدما قبضوا و	ہیں باذنہ تعالیٰ تصرف کرتے ہیں اور
اذن لهم بالخروج من قبورهم	سیریں کرتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں
والتصرف فی الملکوت العلوی	امام بیہقی نے اپنے مستقل رسالہ حیاۃ الانبیاء
السفلی وقد الف البیهقی	میں فرمایا۔
جزءً فی حیاۃ الانبیآء ۔	

علامہ ابومنصور بغدادی کا عقیدہ

وقال الاستاذ ابومنصور	حضرت علامہ ابومنصور بغدادی نے
عبد القاهر بن طاهر البغدادی	فرمایا ہے کہ تمام علماء متکلمین محققین
المتکلمون المحققون من	اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضور صلی
اصحابنا ان نبینا صلی الله	اللہ علیہ وسلم بجسمہٖ حیات ہیں بعد پردہ
علیه وسلم حی بعد وفاته	شریف کے امت کی فرمانبرداری سے
وانه یبشر بطاعات	خوش ہوتے ہیں اور گناہ گاروں کے
امته ویحزن بمعاصی العصاۃ	گناہ سے غم کا اظہار فرماتے ہیں اور اجساد
منهم وان الانبیآء لایبلون	منورہ انبیآء کرام علیہم السلام کا کھانا
ولا تاکل الارض منهم شیئاً	زمین کے لئے حرام کر دیا گیا ہے ۔
وقد مات موسیٰ علیه وسلم	سرکار موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ
انه راہ فی قبرہ مصلیاً	علیہ وسلم سے پہلے سینکڑوں سال
وفی حدیث المعراج انه	پردہ فرما گئے ہیں لیکن ہمارے نبی
راہ فی السمآء الرابعه و	کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
رای آدم وابراهیم واذ	نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے

اضح لنا هذا الاصل قلنا نبينا صلی اللہ علیہ وسلم قد صاد حیاً بعد وفاتہ وھو علی نبوتہ

نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور شب معراج متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کو سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر ملاحظہ فرمایا ہے۔ جب یہ معاملات دیگر انبیاء کرام کے صحیح ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ حیات ہیں بعد پردہ شریف کے مع نبوت و رسالت کے۔

علامہ قرطبیؒ کا عقیدہ موت کا معنی عوام مومنین کے بارے میں

وقال القرطبی فی التذکرۃ نقلا عن شیخہ الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال ویدل علی ان الشھداء بعد قتلھم وموتھم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وھذا صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء فالانبیاء احق بذلک واولی۔

حضرت علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں موت کے معنی محض معدوم ہونا نہیں ہے وہ تو منتقل ہونا ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف۔ اور اس معنی پر دلالت کرتا ہے شہداء کرام کا حال شریف کیونکہ وہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد رزق کھاتے ہیں۔ خوش خبریاں دیتے ہیں۔ یہ صفات دنیا میں حیاتی کے ہیں جو شہداء کے بعد انتقال کے ہیں۔ جب یہ شہداء کی شان ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اس سے اعلیٰ و افضل ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں موت کیسی ہے؟

وصح ان الارض لا تاکل	اور یہ صحیح ہے کہ زمین اجسادِ انبیاء کو
اجساد الانبیآء وانہ	نہیں کھاتی اور حضور نے شب معراج
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	میں بیت المقدس میں آسمانوں میں
اجتمع بالانبیآء لیلۃ	انبیآء کرام علیہم السلام کو ملاحظہ فرمایا۔
الاسرآء فی بیت المقدس	اور سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر
وفی السماء ورأی الموسی	فرمائی ہے کہ جو شخص سلام عرض کرتا ہے
قائما یصلی فی قبرہ اخبرہ	میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ان تمام
صلی اللہ علیہ وسلم انہ	دلائل سے یہ قطعی طور پر یقین حاصل ہوا
یرد السلام علی کل من	کہ انبیاء کرام کے انتقال کا معنی یہ ہے
یسلم علیہ الی غیرہ ذالک	کہ وہ ہم سے (دنیا سے) غائب ہو
مما یحصل من جملۃ القطع	جاتے ہیں۔ اس طور پر ہم ان کو نہیں
بان موت الانبیآء انما ہو	دیکھ سکتے وہ موجود ہیں حیات ہیں
راجع الی ان غیبوا عنا	جیسا کہ ملائکہ کرام موجود حیات ہیں۔
بحیث لا ندرکہم وان	لیکن ان کا دیکھنا ہر ایک کا کام نہیں
کانوا موجودین احیآء	مگر کامل کا کام ہے جس پہ خاص فضلِ
وذالک کالحال فی	الٰہی ہوتا ہے۔
الملائکۃ فانہم موجودون	
احیآء ولا یراھم احدا من	(الیواقیت والجواہر: ۲/ ۳۶)
نوعنا الا من خصہ اللہ	
تعالی بکرامتہ۔ انتہی۔	

انبیآءِ کرام علیہم السلام مع اجسامِ مبارکہ اصلیہ حیات ہیں

قال سیدی العلامه السیوطی قال صلی الله علیه وسلم مررت علی موسی وهو قائم یصلی فی قبره وهذا صریح فی اثبات الحیٰوۃ لموسٰی علیه السلام فانه وصفه بالصلاۃ وانه کان قائماً ومثل هذا لا یوصف به ارواح وانما وصف به الجسد وفی تخصیصه بالقبر دلیل هذا فانه لو کان من اوصاف الروح لم یحتج لتخصیصه بالقبر فان احداً لم یقل ان ارواح انبیآء مسجونه فی القبر مع الاجساد وارواح الشهداء والمومنین فی الجنة۔

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسٰی پر گذرا تو دیکھا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ صریح نقل ہے سرکار موسٰی علیہ السلام کی حیاتی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صفت بیان فرمائی۔ نماز پڑھنا کھڑے ہو کر یہ صفات روح کی نہیں ہیں بلکہ یہ صفات جسم کی ہیں اور پھر تخصیص فرمانا قبر میں کھڑے ہو کر اس میں دلیل بھی اسی پر ہے کیونکہ کھڑا ہونا اگر صفت روح کی ہوتی تو قبر کی تخصیص کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ انبیآء کرام کے ارواح مبارکہ قبروں میں مع جسموں کے قید ہیں اور ارواح شہدآء یا مومنین کے جنت میں ہیں۔

ارواحِ مبارکہ تو انبیآء کرام شہداء عظام کے آزاد ہیں جہاں چاہیں آئیں جائیں

توپھر قبر میں نماز حالتِ قیام میں تخصیص کرنا دلیل اوّل ہے کہ انبیاء کرام بجسمہٖ الاصلی حیات ہیں۔

قاضی عیاض مالکی کا عقیدہ

انبیاءِ کرام کا حج کا سفر

ھذا لفظ القاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال العلامہ السیوطی و فی
حدیث ابن عباس سرنا
مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بین مکۃ و المدینۃ
فمررنا بواد فقال اَیّ
واد ھذا فقالوا وادی الازرق
فقال صلی اللہ علیہ وسلم
کانی انظر الیٰ موسیٰ واضعًا
اصبعیہ فی اذنیہ لہ جؤار
اِلیَ اللہ بالتلبیۃ مارًا
بھذا الوادی ثم سرنا حتی
اتینا علی ثنیۃ قال کانی
انظر الی یونس علی ناقۃ
حمرآء علیہ جبۃ صوف

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سرکار
عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ
مکرمہ کو جا رہے تھے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ
کونسی وادی آگئی ہے۔!
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ وادیٔ
ارزق ہے۔ سرکار اعظم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ گویا میں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔
کہ اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں
کانوں میں رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ
کے دربار کی حاضری کے لیے تلبیہ

مارًا بهذا الوادی ملبتیا سئل هنا کیف ذکر حجهم و تلبیتهم و هم اموات و هم فی الاخری لیست دار عمل رجیب بان الشهدآء احیآء عند ربهم یرزقون فلا یبعه ان یحجو و یصلوا و لیتقربوا بما استطاعو۔ ..... الخ

(شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۸)

پڑھتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں پھر ہم چلتے چلتے موضع ثنیہ پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا کہ یونس علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں کہ وہ سرخ رنگ کی اونٹنی پر صوف کا جبّہ پہنے تلبیہ پڑھتے ہوئے جار ہے ہیں۔ یہاں سوال کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کا حج ذکر فرمایا ہے۔ ان کا تلبیہ ذکر فرمایا حالانکہ وہ دار دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں اور دار آخرت میں ہیں اور دار آخرت دار عمل نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شہداء کرام دنیا سے پردہ کرنے کے بعد حیات ہیں رزق کھاتے ہیں تو پھر یہ کونسی بعید بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حج کریں نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں۔

تلبیہ پڑھنا۔ کانوں میں انگلیاں رکھنا' اونٹنی پر سواری فرمانا' صوف کا جبّہ زیب تن کرنا۔ یہ تمام صفات اجسام کے ہیں تو ثابت ہوا کہ انبیاء کرام مع اجساد اصلیہ کے خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ کا آخری فیصلہ اور عقیدہ

قال سیدی السیوطی محصل
من مجموع هذا النقول و
الاحادیث ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حیی بجسدہ
الشریف و روحہ الزکیۃ
و انہ یتصرف ویسیر
حیث یشآء فی اقطار
الارض و فی الملکوت و
هو بهیئۃ التی کان
علیها قبل وفاتہ لم
یتبدل منہ شیئ وانہ
مغیب عن الابصار کما
غیبت الملائکۃ مع
کونهم احیآء باجسادهم
فاذا اراد اللہ رفع الحجاب
عمن اراد اکرامہ برویتہ
راہ علی هیئتہ التی هو
علیها لا مانع ذالک ولا
داعی الی التخصیص برؤیۃ
المثال ....الخ

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ان
تمام نقول و احادیث شریفہ سے مسئلہ
ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم مع جسم اصلی کے حیات ہیں اور دنیا
میں تصرف فرماتے ہیں، سیر کرتے ہیں
زمینوں کی آسمانوں کی جہاں چاہیں اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی شکل مبارک پہ
ہیں جس پہ پردہ شریف سے پہلے تھے
ان کے جسم اطہر سے کوئی چیز نہیں بدلی۔
اور ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہیں
جیسے ملائکہ ہماری آنکھوں سے حجاب
میں ہیں مع اس بات کے کہ ملائکہ کرام
موجود و حیات ہیں۔ اسی طرح سرکار
اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود و
حیات ہیں پس جب اللہ تعالیٰ ارادہ
فرماتا ہے کسی پہ فضل کا اس کا حجاب اٹھا
دیتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اصل شکل نورانی پہ دیکھتا ہے اس
سے شرع شریف میں منع پہ کوئی دلیل
نہیں اور کوئی سبب نہیں کہ کہا جاوے

(الحاوی للفتاوی: ۲/۴۳)

اور تخصیص کی جاوے کہ اصلی جسم شریف نہیں دیکھا بلکہ مثالی دیکھی ہے۔

علّامہ نور الدین حلبی کا آخری فیصلہ اور عقیدہ!

قال العلامة الحلبی فی رسالة تعریف اهل الاسلام والایمان بالجملة والتفصیل فهو صلی الله علیه وسلم موجودًا بین اظهرنا حسًا ومعنًا وجسمًا وروحًا وسرًّا وبرهانا۔ (جواہر البحار ۲: ۱۲۲)

حضرت علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر وقت حاضر و موجود و ناظر ہیں مع اپنے جسم اصلی کے۔

کیا بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جائے گا

فان قال قائل یلزم علی هذا ان تثبت الصحبة لمن راه صلی الله علیه وسلم والجواب ان شرط الصحبة ان یراه وهو فی عالم الملك وهذ الرویته وهو فی عالم الملکوت وهذه الرویة لا تثبت صحبة ویرید

(حضرت امام السیوطیؒ فرماتے ہیں) اگر کوئی معترض بھی اعتراض کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور موجود ہیں بیداری میں ان کی زیارت ہوتی ہے ان عقائد کی بنا پر اعتراض آتا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے صحابی بن جائے گا اس کا جواب فرماتے ہیں صحابی

ذالك ان الاحاديث وردت بان جميع امته عرضوا عليه فراهم و رآه ولم تثبت الصحبة ...... الخ

(الحاوی للفتاوی ۱: ۲۲۳)

ہونے کی شرط یہ ہے کہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عالم دنیا میں جلوہ گر ہوں اور یہ روایت جواب ہے بطور کرامت یہ دیکھنا اس طرح ہے کہ دیکھنے والا عالم دنیا میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم ملکوت یعنی عالم برزخ میں ہیں تو اس رؤیت سے درجہ صحابہ کا نہیں ملتا اس جواب کی تائید وہ حدیثیں کرتی ہیں جن میں آیا ہے کہ تمام امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کی گئیں۔ حضورؐ نے تمام امت کو دیکھا۔ تمام امت نے حضورؐ کو دیکھا تو دیکھنا تو یہاں بھی پایا گیا ہے تو کیا ساری امت صحابی کا درجہ لے گئیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ امت کا دیکھنا حضورؐ کو عالم دنیا میں نہیں بلکہ عالم ملکوت میں ہے۔ عالم ملکوت میں حضورؐ کو دیکھنے سے صحابی نہیں بنتا ہے۔

ابن القیم حنبلی کا عقیدہ
حاضر و ناظر کا فیصلہ

قال ابن القیم فی کتابه
المسمّٰی کتاب الروح و
ان لھا شأن غیر شان
البدن و انھا مع کونھا
فی الجنة فھی فی السماء
و تتصل لفناء القبر و
بالبدن فیه وھی اسرع
شیٔ حرکة و انتقالاً
و صعودًا و ھبوطاً فلھذہ
الانفس اربع دور کل
دار اعظم من التی قبلھا
الدار الاولٰی فی بطن الأمّ
والدار الثانیة ھی دار
اتی نشئت فیھا دالدار
الثالثه دار البرزخ وھی
اوسع من ھذہ الدار
واعظم بل نسبتھا الیه

حافظ ابن القیم حنبلی کتاب الروح
میں فرماتے ہیں کہ روح کی شان
بدن کی شان سے الگ ہے۔ روح
باوجودیکہ کہ وہ جنت میں ہوتی ہے
آسمان میں بھی ہوتی ہے قبر کے کنارے
پر بھی ہوتی اور بدن میں قبر میں بھی
ہوتی ہے۔ روح بڑی ہی تیز رفتار
ہوتی ہے از روئے حرکت اور انتقال
اور چڑھنے اور اترنے کے روح
کے لئے چار جہان ہیں۔ ہر جہان
پچھلا پہلے سے بڑا ہے۔
۱ پہلا جہان ماں کا پیٹ ہے
جو کہ بڑا ہی تنگ ہے۔
۲ دوسرا جہان دار دنیا ہے جس
میں نشوونما ہوتا ہے۔
۳ تیسرا جہان برزخ ہے۔ اور
یہ جہان برزخ دنیا سے بہت ہی

کنبة هذه الدار الیٰ
اولیٰ والدار الرابعــة
دارالقــرار وهی الجنة
والنــار فلا دار بعدها
...... الخ

(کتاب الروح ۱۷۳)

بڑا اور کھلا ہے (بلکہ اس قدر
کھلا ہے کہ جہانِ دنیا جہانِ برزخ
کے سامنے ماں کے رحم کی طرح ہے
جہان دنیا جہانِ رحم سے کتنا کھلا
اور بڑا ہے ۔ جہانِ رحم جہان دنیا
کے سامنے بڑی ہی تنگ جگہ ہے۔
اسی طرح جہان دنیا جہاں برزخ
کے سامنے جہانِ رحم کی طرح ہے۔
تو اس نسبت سے ذرا منکرین شانِ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر
و موجود ہونے کا اندازہ لگائیں کہ
عامۃ المومنین کے سامنے برزخ بن
جانے کے بعد دنیا ماں کے پیٹ کی
طرح ہو جاتی ہے ۔ چھوٹی سی تنگ جگہ
معلوم ہوتی ہے تو یہ دنیا ہمارے آقا و
مولا و مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے عالم برزخ میں تشریف لیجانے
کے بعد کیا نسبت رکھتی ہوگی تو اس تقریر
حافظ ابن قیم سے حاضر و ناظر میں شک
نہ کرے گا مگر ملحد گمراہ بے دین جاہل
اجہل منافق قدرتِ قادرِ مطلق سے ناواقف

چوتھا دار وہ دارِ جنت ہے اور
دارِ دوزخ۔ ان کے بعد کوئی بھی
دوسرا دار نہیں ہے۔

اور اگر اس سے زیادہ وضاحت چاہیے ہیں تو کتاب الروح کا مطالعہ کریں۔ اور پتہ لگائیں منکرین شانِ حاضر و ناظر کہ حافظ ابنِ قیم نے سارا مذہب اہلسنّت و جماعت ہی بیان کیا ہے۔ دیوبندی وہابی کو چاہیئے کہ اہل سنت والجماعت پر شرک کا فتوٰے دینے سے پہلے حافظ ابن قیم پر شرک کا فتوٰی دیا کریں جس نے کتاب الروح لکھ کر دیا بیہ نجدیہ دیوبندیہ کی قیامت تک ناک کاٹ ڈالی ہے۔

حضرت امام شعرانی شافعی کا عقیدہ

ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر دیکھ کر سلام عرض کرے!!

قال سیدی الامام الشعرانی	امام شعرانیؒ میزان الکبریٰ شریف میں
سمعت سیدی علی الخواص	فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت
رحمہ اللہ تعالیٰ یقول انما	حضرت علی خواصؒ کو یہ فرماتے ہوئے
امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ	سنا کہ شارع علیہ السلام نے نمازی
والسلام علی رسول اللہ	کو حالت تشہد میں صلوٰۃ وسلام کا کیوں
علیہ وسلم فی التشھد	حکم دیا ہے؟ یہ حکم اس لیے دیا ہے کہ
لینبہ الغافلین فی	غافلین کو تنبیہ کی جائے جو کہ دربارِ الٰہی
جلسھم بین یدی اللہ	میں حاضری دے رہے ہیں وہ اس
عزوجل علی شھود نبیھم	حاضری میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فی تلک الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ ابداً فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ ۔۔۔ الخ

(الیواقیت والجواہر ۲/۳۶)

کو بھی دربارِ الٰہی میں حاضر و موجود دیکھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ الٰہی سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود سمجھ کر دیکھ کر آمنے سامنے سلام عرض کریں ۔

امام غزالیؒ کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ حجۃ الاسلام امام غزالی کا فتویٰ ذرا ملاحظہ فرمائیے ۔ آپ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

اما التشھد فاذا جلست لہٗ فاجلس متادّباً و احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔۔۔۔ الخ ۔

اے نمازی جب تشہد میں بیٹھے بڑے ہی ادب سے بیٹھ اور دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو حاضر و موجود دیکھ کر عرض کر۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(احیاء العلوم : ۱۷۵)

اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ائمہ دین اہل سنّت کے کس قدر خلاف ہے ۔

تابعین ائمّہ کا عقیدہ

حضرت عمرو بن دینار مکّی تابعی کا عقیدہ!

حضرت سیّدی شیخ المحدثین قاضی عیاض مالکی "شفا شریف" میں فرماتے ہیں:

قال عمرو بن دینار فی قوله تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتاً فسلم اعلی انفسکم قال ای ابن دینار ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته .... الخ

(شرح الشفاء للقاری ۳: ۴۶۴)

حضرت امام الائمہ صحاح ستہ والے اماموں کے استاد اعلیٰ حضرت عمرو بن دینار مکی تابعی جو کہ حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن عمر کے شاگردوں میں سے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قول فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم کی تفسیر فرماتے ہیں کہ جب تم گھروں میں جاؤ، اپنے نفسوں پر سلام عرض کرو۔ فرماتے ہیں ان لم یکن فی البیت احد اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں حاضر و موجود ہیں۔ اگر حاضر و موجود نہیں تو سلام کا مطلب ہی کیا ہے اور یہ تعبیر حضرت ابن دینار کی حضرات صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہ اجمعین سے سنی ہوئی ہے ۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم سے سنی ہوگی ۔
یہ متفقہ مانا ہوا قاعدہ ہے کہ ائمہ تابعین یا صحابہ کرام جو ایسی بات فرمائیں جس میں
عقل کو دخل نہ ہو وہ بات ضرور انہوں نے اگر تابعی ہے تو صحابی سے سنی ہوگی ، اگر
صحابی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی ۔ وہ ان کی حدیث شریف حدیث
مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے ۔ تو اصل تابعی کا قرآن کی تفسیر کرنا اور پھر فرمانا کہ اگر
گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو ۔ یہ تفسیر انہوں نے اپنے
استاد صحابہ کرام سے سنی ۔

مُلّا علی قاری حنفی کا عقیدہ

حضرت ابنِ دینار کے ارشاد ان لم یکن فی بیت احدٌ فقل السلام
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح میں حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے
ہیں کہ گھروں میں جاکر حاضر ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیوں عرض
کیا جاتا ہے ۔ اس کی دلیل ملا علی قاری یوں فرماتے ہیں : ای لان روحہ علیہ
السلام حاضرًا فی بیوت اھل الاسلام ۔ یعنی اس لیے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ہر ہر مکان ہر ہر گھر میں موجود ہیں ۔ (ایضاً)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی قادری کا عقیدہ !

حضرت شیخ المحدثین شیخ الشیوخ علماء ہند برکت المصطفیٰ فی دیار الھند حضرت
شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی "مدارج النبوۃ" کے تکملہ میں فرماتے ہیں

بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند	اے مسلمان یقین سے جان کہ حضور
دمی شنود کلام ترا زیرا آنکہ وے صلی	صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں،

اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ تعالیٰ ویکے از صفات الٰہی آنست تا جلیس من ذکرنی ۔

(مدارج النبوۃ : ۲۶۰)

میرے کلام کو سن رہے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک اللہ کی صفت یہ بھی ہے جو شخص اللہ کو یاد کرے اللہ اس کے پاس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صفتِ ربّی کے مظہر ہیں ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی شخص یاد کرے حضورؐ اس کے پاس حاضر و موجود ہوتے ہیں ۔ کروڑوں لاکھوں غلام یاد کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کروڑ جگہ لاکھ مکان میں ہوں گے ۔

فقیر نے اب تک دلائل کثیرہ نقلیہ عقلیہ اجل محدثین، محققین، مفسرین، فقہاء، اولیاء، اتقیاء، اصفیاء، اقطاب، ابدال، افراد، اوتاد، اغوات کی تصریحات نقل کی ہیں اُن کی کُتب مبارکہ سے جس عقیدے پر اتنے بڑے بڑے اکابرین امت کا اجماع ہو اس کو آج شرک کفر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اکابرین محدثین مفسرین اولیاء کاملین ہی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے ہیں۔ حاضر و ناظر کا عقیدہ نیا نہیں، بلکہ دیوبندی وہابی مذہب کی ابتداء سے سینکڑوں سال پہلے کا عقیدہ ہے ــــ تمام اہل سنت اہل حق کا عقیدہ صحابہ کا عقیدہ تابعین تبع تابعین کا عقیدہ تمام محققین امت کا عقیدہ ہے جیسا کہ ان کی تصریحات ان کے فتاویٰ کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

کی مشہور و معروف مستند اور خوبصورت کتب

سنتیں اور ان کی برکتیں
طبِ اسلامی

محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سننِ مطہرہ کے طبی و روحانی
فوائد پر جامع کتاب
طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جملہ امراض کے علاج کا بیان

گناہوں کا علاج

اسلام اور طب کی روشنی میں بے شمار جرائم اور بری عادات
کے انسداد اور روحانی امراض کے علاج پر بے مثال تصنیف

شادی مبارک

اسلام اور طب کی رو سے خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے
راہنما نادر و نایاب کتاب
مسلمان خاوند اور بیوی کے لئے خوبصورت تحفہ

فیضانِ طبِ نبوی

طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بے شمار عوارض جسمانی
کے علاج کا بیان، پھلوں اور غذاؤں سے علاج،
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و فضائل کا ایمان افروز تذکرہ

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
۱۱- گنج بخش روڈ - لاہور